ماہنامہ
الاشرف
کراچی
نومبر ۲۰۲۵ء
Reg. # MC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوبِ یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

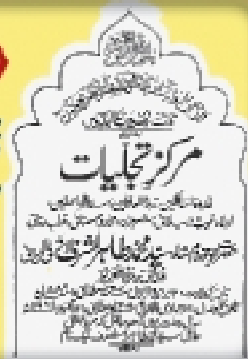

مزارِ مبارک

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، اولادِ غوث الاعظم قطبِ ربانی حضرت ابو مخدوم
شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
- حضرت قطبِ ربانی ایک نظر میں
- نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس (قسط: ۱۱)
- حضرت قطبِ ربانی کا سفرِ آخرت

بانی: اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

جمادی الاولیٰ ۱۴۴۷ھ
نومبر ۲۰۲۵ء جلد نمبر ۴۷ شمارہ ۱۱

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرّم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

مقامِ اشاعت

درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

نگراں انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
علامہ سید اظہار اشرف جیلانی
(ریسرچ اسکالر)
مولانا عرفان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
نعمان اشرفی

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد ونعت ـــــ جناب محمد شاد محمود صاحب، جناب مخدوم منور عارفی سلطان صاحب۔ 3

آغازِ گفتگو ـــــ ایڈیٹر ـــــ 4

درسِ قرآن ـــــ حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ ـــــ 9

درسِ حدیث ـــــ حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ ـــــ 12

توحیدِ باری تعالیٰ... (قسط:۲) ـــــ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی ـــــ 14

رحمۃ للعالمین ﷺ ـــــ حضرت علامہ عارف شاہ قادری اشرفی علیہ الرحمہ ـــــ 17

''حجر اسود''... تاریخ کے آئینے میں.. ـــــ جناب محمد حنیف شاہد صاحب ـــــ 21

حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ ایک نظر میں... ـــــ ادارہ ـــــ 25

نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس... (قسط:۱۱) ـــــ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ۔ 27

حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کا سفرِ آخرت ـــــ اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ۔ 30

عرفانِ شریعت... فقہی سوالات کے جوابات ـــــ حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ ـــــ 38

خلفاء اشرف المشائخ... حضرت مولانا عبدالرشید قادری اشرفی علیہ الرحمہ۔ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی ـــــ 41

تبصرہ.... ''حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ اہل علم کی نظر میں'' ـــــ صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر) ـــــ 44

الاشرف نیوز ـــــ صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی ـــــ 46

باری تعالیٰ

حمد

جناب کیفؔ بنارسی صاحب

ذہن میں عالمِ تنویر کہاں سے لاؤں
حرف میں نور کی تصویر کہاں سے لاؤں

ماہ و خورشید ترے، انجم شب تاب ترے
ان سے ہٹ کر کوئی تنویر کہاں سے لاؤں

میں کہ تاریک فضاؤں کا مسافر ٹھہرا
عالمِ نور کی تفسیر کہاں سے لاؤں

ایک سجدہ کروں ایسا کہ تو راضی ہوجائے
ہائے اس خواب کی تعبیر کہاں سے لاؤں

کیفؔ کے عجز کو بس حمد سمجھ لے یارب
تیرے شایاں کوئی تحریر کہاں سے لاؤں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعتِ رسول

جناب عارض شمس صاحب

اے خوشا جب تک فکر میں نعت میں ڈوبا رہا
سامنے میرے ہلال گنبد خضریٰ رہا

درمیان میں فاصلہ جتنا ضروری تھا رہا
طالب و مطلوب میں ایک میم کا پردہ رہا

چاند و سورج بھی آئے مگر کہنا گئے
تیرا جلوہ خالق کونین کا جلوہ رہا

دل میں جلوہ گر رہا یوں ماہِ طیبہ کا جمال
تیرا دامانِ نظر انوار سے بھرتا رہا

جب شب اسریٰ ہوئے اک دوسرے کے روبرو
دیر تک آئینہ آئینہ گر کو تکتا رہا

آغازِ گفتگو

اسلامی سن ہجری کے حساب سے
۶۶ واں سالانہ عرسِ قطبِ ربانی قدس سرہ

ایڈیٹر

خانوادۂ اشرفیہ کی علمی و روحانی شخصیت قطبِ ربانی حضرت ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کا اسلامی سن ہجری کے حساب سے ۶۶ واں سالانہ عرسِ مبارک ۱۸، ۱۷، ۱۶ جمادی الاوّل ۱۴۴۷ھ مطابق ۱۰، ۹، ۸ نومبر ۲۰۲۵ء درگاہِ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی میں نہایت شان وشوکت سے منعقد ہورہا ہے۔ مجددسلسلۂ اشرفیہ ہم شبیہ غوث الاعظم، اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ اور محدث اعظم ہند حضرت سید محمد کچھوچھوی قدس سرہ کی طرح برصغیر پاک وہند میں جس شخصیت نے سلسلۂ اشرفیہ کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا وہ حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کی ذاتِ والا صفات ہے۔ نصف صدی سے زائد عرصے تک ہندوستان کے طول وعرض میں تبلیغِ دین کا فریضہ انجام دیا۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آنے کے بعد اس سلسلے کو جاری رکھا اور سیاحت وتبلیغِ دین کو اپنا مشن بنایا، ہزاروں کو مشرف بااسلام کیا اور بے شمار لوگوں نے آپ کے ذریعے ہدایت حاصل کی۔ آپ کا ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آنا اہلِ پاکستان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم تھا۔ خانوادۂ اشرفیہ کی دیگر شخصیات نے بھی ہجرت فرمائی اور یہاں مستقل سکونت اختیار کی لیکن حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ نے جس انداز سے سلسلۂ اشرفیہ کی ترویج واشاعت اور تبلیغِ دین کا فریضہ انجام دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے اپنی اولاد کی تربیت بھی ایسی فرمائی کہ انہوں نے آپ کے بعد اس سلسلے کو مزید فروغ دیا آپ کے فرزندِ اکبر حضرت صاحبزادہ سید مخدوم اشرف جیلانی، فرزندِ ثانی اشرف المشائخ حضرت ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی فرزند ثالث حضرت صاحبزادہ حافظ سید طیب اشرف جیلانی اور حضرت ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

فرزند اکبر حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی وصال فرما گئے جب کہ باقی تینوں صاحبزادگان نے آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے پاکستان میں سلسلۂ اشرفیہ کو پھیلایا۔ حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ نے اپنے فرزند ثانی اشرف المشائخ حضرت ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی نور اللہ مرقدہ کو

اپنی حیاتِ مبارکہ ہی میں اپنا ولی عہد و جانشین مقرر فرمایا اور وقت کے جید علماء وصوفیاء کی موجودگی میں آپ کے سر پر تاجِ اشرفی رکھا اور خرقۂ مبارک پہنایا یہی وجہ ہے کہ ۱۹۶۱ء میں جب حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ آپ کی درگاہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے آپ ۴۴ سال مسندِ رشد و ہدایت پر رونق افروز رہے اور دن رات محنت کر کے درگاہِ عالیہ اشرفیہ کو علم و روحانیت کا عظیم مرکز بنا دیا اور الحمدللہ! آج یہ درگاہ پاکستان میں سلسلۂ اشرفیہ کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ والدِ گرامی نے اپنے وصال سے دو سال قبل ۲۰۰۳ء میں علماء ومشائخ کا ایک اجتماع درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں منعقد کیا اور راقم کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر فرمایا۔ آپ کے وصال کے بعد (۲۰۰۵ء) میں راقم نے یہ ذمہ داری سنبھالی اور الحمدللہ! تحدیثِ نعمت کے طور پر ہم کہہ سکتا ہوں کہ جتنے تبلیغی و روحانی پروگرام حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے شروع کیے اور جتنے مراکز قائم کیے وہ بعینہٖ اسی طرح چل رہے ہیں اور ہم نے انہی کی نگاہِ کرم سے اس میں مزید اضافہ کیا ہے اور سلسلۂ اشرفیہ کے نئے مراکز قائم کیے۔ درسگاہِ اشرفیہ، ملتان جامعہ طاہر اشرف، کراچی، سمنانی فاؤنڈیشن اسکول کراچی، مرکزِ اشرفیہ جیلانیہ نیدرلینڈ یہ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے قائم فرمائے جو الحمدللہ! اسی انداز میں چل رہے ہیں۔

جامعہ طاہر اشرف جو پہلے درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں قائم تھا اس کے لیے درگاہ شریف کے قریب ایک قطعۂ اراضی لے کر شاندار جامعہ قائم کیا، جہاں حفظ و ناظرہ قرآن مجید اور درسِ نظامی کی تعلیم جاری ہے، مدرسۂ اشرفیہ جیلانیہ (العمران ٹاؤن، میرپور خاص) میں قائم کیا جہاں فی الحال حفظ و ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم جاری ہے اور ساتھ ساتھ مدرسۃ البنات بھی جاری ہے۔ جس میں کثیر تعداد میں طالبات بھی حفظِ قرآن و ناظرہ کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

دربارِ اشرفیہ (فیصل آباد) اور اس میں جامع مسجد اشرف المشائخ قائم ہے جہاں قرآنِ کریم کی تعلیم جاری ہے اور ذکر و اذکار اور بزرگانِ دین کے اعراس وغیرہ کی محافل منعقد ہوتی ہیں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ مزید مراکز قائم کیے جائیں جہاں دینی و روحانی تعلیم کا اہتمام ہو۔ اب تک جو کچھ ہوا وہ حضرت مخدوم سمنانی، حضرت قطبِ ربانی اور حضرت اشرف المشائخ قدس سرہم کی روحانی توجہ اور تصرفات کا نتیجہ ہے۔ ان شاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا اور بزرگانِ سلسلۂ اشرفیہ کا فیضان پوری دنیا میں پھیلے گا۔

آہ! مولانا عبد الرشید قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبد الرشید قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نیک، متقی، پرہیزگار اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ وہ ہمارے دوست ہی نہیں، ہم جماعت بھی تھے۔ گزشتہ دنوں ہالینڈ کے شہر روٹرڈیم میں شدید علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ان سے ہماری ملاقات اس طرح ہوئی کہ ۱۹۸۲ء میں دارالعلوم نعیمیہ، کراچی میں داخل ہوا۔ اس وقت درجہ اولیٰ میں ہمارے

بہت ہی مشفق ومہربان استاد حضرت علامہ منظور علی خان رامپوری پڑھاتے تھے، ان کے علاوہ حضرت مولانا سید منور علی شاہ جیلانی حضرت مولانا ولی اللہ صاحب، حضرت مولانا عبد الجبار نیازی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بھی مختلف کتابیں پڑھاتے تھے لیکن ہمارے زیادہ اسباق حضرت مولانا منظور علی خان رامپوری علیہ الرحمہ کے پاس تھے۔ حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی علیہ الرحمہ ترجمۂ قرآن اور حضرت علامہ مفتی اطہر نعیمی علیہ الرحمہ فارسی کتب پڑھاتے تھے جب کہ حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی طلباء کو فاضل عربی کی تیاری کرواتے تھے۔ ہم اپنے ساتھیوں کے ساتھ برآمدے میں بیٹھ کر آپس میں تکرار کرتے تھے یعنی اسباق دھراتے اور ایک دوسرے کو سناتے تھے اس دوران ہم نے ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ دار الاقامہ میں آتے جاتے رہتے تھے۔ بعد میں ہمارے ایک ساتھی مولانا محمد فیصل اشرفی (افریقی) جو ساؤتھ افریقہ، ڈربن سے پڑھنے آئے تھے انہوں نے ہمارا تعارف کرایا تو پتا چلا کہ ان کا نام عبد الرشید ہے اور وہ ہالینڈ سے پڑھنے کے لیے پاکستان آئے ہیں کچھ دنوں کے بعد وہ ہماری ہی کلاس میں داخل ہو گئے اور ہمارے ہم جماعت ساتھیوں میں شامل ہو گئے کیونکہ وہ حافظِ قرآن تھے اس لیے اساتذہ اور طلباء انہیں حافظ عبد الرشید کہہ کر پکارتے تھے۔

راقم سے پہلی ملاقات کا پس منظر:

اس طرح حضرت مولانا حافظ عبد الرشید قادری اشرفی علیہ الرحمہ سے ہماری ملاقات ہوئی۔ وہ نہایت نیک، شریف النفس اور محبت کرنے والے انسان تھے وہ سرینام (ساؤتھ امریکہ) میں پیدا ہوئے، ابتدائی اسکول کی تعلیم وہیں سے حاصل کی اور پھر ایک کمپنی میں جاب کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کا کام لینا تھا اس لیے وہ حفظِ قرآن کی جانب متوجہ ہوئے اور سرینام سے لندن روانہ ہوئے۔ لندن میں حضرت پیر معروف حسین نوشاہی علیہ الرحمہ کے مدرسہ میں داخل ہو کر حفظِ قرآن شروع کیا آپ کے استاد حافظ آدم صاحب نے بڑی محبت وشفقت سے پڑھایا اور آپ نے بہت جلد قرآنِ کریم حفظ کر لیا۔ حفظِ قرآن کے بعد آپ کے دل میں درسِ نظامی کا شوق پیدا ہوا چنانچہ قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کے حکم اور مشورہ سے کراچی تشریف لائے اور دار العلوم نعیمیہ میں داخل ہو کر درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ ہم جماعت ہونے کی وجہ سے وہ ہم سے بہت قریب ہو گئے وہ بہت ذہین اور خوش مزاج انسان تھے وہ شادی شدہ تھے ان کے دو بچے ایک بیٹی اور ایک بیٹا تھا، اس لیے انہوں نے پڑھائی کے دوران اپنی فیملی کو ساتھ رکھا۔ دار العلوم نعیمیہ کے قریب ایک مکان کرایہ پر لیا مالک مکان نے انہیں بہت تنگ کیا اس طرح انہوں نے دو تین مکان تبدیل کیے لیکن پڑھائی جاری رکھی اور اس سلسلے میں ان کی اہلیہ بھی قابلِ تعریف ہیں کہ جنہوں نے ہالینڈ جیسے شہر کو چھوڑ کر صرف اپنے شوہر کی وجہ سے پاکستان آنا پسند کیا اور یہاں کی گرمی اور دیگر چیزوں کو برداشت کیا جب وہ بہت زیادہ پریشان ہوئے تو والدِ محترم نے درگاہ شریف کے

قریب ایک مکان ہمارا خالی تھا وہ انہیں دے دیا اور فرمایا: ''اس کا کوئی کرایہ نہیں ہوگا آپ بالکل فری رہ سکتے ہیں اور ہمارے بچوں کے ساتھ ہی روزانہ ہماری گاڑی میں دارالعلوم نعیمیہ جائیں''۔ وہ بہت خوش ہوئے اور اس مکان میں منتقل ہوگئے۔ بقیہ ۲ سال وہ اسی مکان میں مقیم رہے اور ہمارے ساتھ ہی دارالعلوم نعیمیہ جاتے اور آتے رہے۔

اس دوران اہلسنت کا جو بھی بڑا اجتماع، کانفرنس ہوتی ہم ساتھ ہی اس میں شریک ہوتے، ۱۹۸۸ء میں ہماری دستار بندی ہوئی اور دارالعلوم نعیمیہ کا سالانہ جلسۂ دستار فضیلت منعقد ہوا۔

اس جلسے کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں راقم کے والدِ گرامی اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے علاوہ خانوادۂ اشرفیہ کی ایک عظیم روحانی شخصیت آفتابِ اشرفیت، حضرت ابو المسعود شاہ سید محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی (سجادہ نشین، خانقاہ حسنیہ سرکارِ کلاں، کچھوچھہ مقدسہ) نے بھی شرکت فرمائی اور اپنے دستِ مبارک سے ہمارے سر پر دستارِ فضیلت باندھی۔ اس جلسے میں ہم تین ساتھیوں کی دستار بندی حضرت سرکارِ کلاں قدس سرہ نے فرمائی۔ سب سے پہلے اس راقم کا نام پکارا گیا، اس کے بعد مولانا عبدالرشید قادری اشرفی علیہ الرحمہ اور ان کے بعد مولانا سید توقیر الاسلام قادری علیہ الرحمہ کی دستار بندی ہوئی۔ ہمیں اس خصوصیت پر ہمیشہ فخر رہے گا۔ دارالعلوم سے فراغت کے بعد ہم نے جامعہ دراسات الاسلامیہ، گلشنِ اقبال میں عربک لینگویج کے لیے داخلہ لیا۔

وہاں بھی مولانا عبدالرشید قادری اشرفی علیہ الرحمہ میرے ساتھ رہے۔ ہم دونوں گاڑی میں ۲ بجے وہاں جاتے تھے اور ۴ بجے ہماری چھٹی ہوتی تھی لیکن اس دوران ہالینڈ میں کچھ مسئلہ ہوا جس کی وجہ سے انہیں فوراً واپس جانا پڑا۔ ہالینڈ کے شہر روٹر ڈیم میں سلسلۂ اشرفیہ کا مرکز ''مرکزِ اشرفیہ جیلانیہ، نیدرلینڈ'' یہ مولانا عبدالرشید قادری اشرفی علیہ الرحمہ کی کوششوں سے قائم ہوا اور اس سلسلے میں انہوں نے بڑی کوششیں کیں۔ والدِ گرامی نے انہیں سلسلۂ اشرفیہ کی خلافت عطا فرمائی، خاندانی نقوش کی اجازت دی اور وہاں کا امیر مقرر فرمایا۔

انہوں نے سرینام (ساؤتھ امریکہ) میں جامعہ فریدیہ علیمیہ قائم کیا اور وہاں درسِ نظامی کی تعلیم جاری کی اور اسی جامعہ کے ساتھ ایک شاندار مسجد تعمیر کرائی جو جامع مسجد انوارِ اقصیٰ کے نام سے موجود ہے۔ اسی طرح ہالینڈ میں مجلسِ علماء قائم کی، جس کا مقصد وہاں کے مسلمانوں کے مسائل کو حل کرنا اور رؤیت ہلال کے مسئلے کو دیکھنا تھا۔ غرضیکہ انہوں نے بڑی متحرک زندگی گزاری۔ جامعہ مدینۃ الاسلام، ڈین ہاخ جو قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے قائم فرمایا تھا اور مولانا کو وہاں کا مہتمم مقرر کیا تھا، آپ نے وہاں تدریس کے فرائض انجام دیے چنانچہ آپ کے تلامذہ میں مولانا محمد طاہر قادری اشرفی، مولانا عبدالغفار قادری اشرفی، مولانا محمد عمران قادری اور مولانا محمد رفیق قادری کا نام قابلِ ذکر ہے۔

مولانا عبدالرشید قادری اشرفی علیہ الرحمہ کے صاحبزادگان میں

مولانا حافظ احمد مختار قادری اشرفی اور مولانا قاری حافظ اختر قادری اشرفی الحمدللہ! موجود ہیں ۔ یہ دونوں عالمِ دین اور حافظِ قرآن ہیں اور تبلیغِ دین میں مصروف ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا عبدالرشید قادری اشرفی علیہ الرحمہ کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبر کو نور علی نور فرمائے اور سرینام (ساؤتھ امریکہ) اور ہالینڈ میں جو تبلیغی خدمات انہوں نے انجام دیں اسے اپنی بارگاہ میں منظور و مقبول فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاکپائے مخدوم سمنانی

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

سجادہ نشین، درگاہِ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی

کرامت یہ کیا کم تھی نفس پر تھا پالیا قابو

حضرت احسؔان کاکوروی صاحب

جناب طاہر اشرف اس جہاں سے کر گئے رحلت
یقیناً اُن کی تھی ذاتِ گرامی فضل ربانی

بوقتِ عصر یکشنبہ ، جمادی اوّل اٹھارہ
ہوئی ہے حضرت موصوف کی پروازِ روحانی

شہادت دے رہی تھیں انگلیاں تک یادِ مولیٰ کی
ہوا جب نزع کا عالم نہ تھی کوئی پریشانی

نسب میں یہ فضیلت ہے کہ ہیں اجداد میں ان کے
کچھوچھے کے جناب سید اشرف شاہِ سمنانی

کرامت یہ کیا کم تھی نفس پر تھا پالیا قابو
ہمیشہ سے اسی باعث تھی ان کی شکل نورانی

سیاحت چوّن سال تھی تبلیغ حق ایسی
ہوئے کافر مسلماں جب خدا کی ذات پہچانی

رہا کرتی ہیں گریا میری آنکھیں یاد میں ان کی
ہر ایک پر ان کی عنایت تھی مگر احسانِ رحمانی

سنِ ہجری لکھو احسؔان ان کا سالِ تاریخی
پیادہ پا وصالِ طاہر اشرف قرب سبحانی

۱۳۸۱ھ

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ

پارہ نمبر، سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۸۷ تا ۸۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحَرِّمُوۡا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡۤ اَنۡتُمۡ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۸﴾

ترجمہ:

اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور حد سے بڑھو بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا حد سے بڑھنے والوں کو اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے حلال اور پاک اور ڈرو اللہ سے جس پر تم ایمان لائے ہو۔

تفسیر:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا .... اَنۡتُمۡ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ

تفسیر نسفی میں اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حلف لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رہبانیت میں رہیں گے اور ٹاٹ پہنیں گے، شب بھر قیام کریں گے، دن میں روزے رکھیں گے، زمین پر سوئیں گے۔ ہر وقت اللہ کا ذکر اپنے اوپر واجب کر لیں گے۔ گوشت اور چکنائی وغیرہ نہ کھائیں گے عورتوں کے قریب نہ جائیں گے۔ خوشبو نہ لگائیں گے۔ اس پر یہ حکم آیا کہ جو چیزیں پاک تم پر حلال کی گئیں اُنہیں اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ اس لیے یہاں حرام کرنے کے معنی میں ترکِ انتفاع ہے۔

چنانچہ تفسیر نسفی میں ہے کہ جو چیز پسند آئے اور ذائقہ میں لذیذ ہو اور حلال بھی ہو، وہ اپنے اوپر حرام کر لینا صحیح نہیں۔ اس لیے کہ لَا تُحَرِّمُوۡا کے معنی ہی یہ ہیں کہ نہ روکو اپنے نفسوں کو کسی پاک چیز کے استعمال سے جیسے کہ حرام چیزوں سے روکا جاتا ہے یا اس طرح نہ کہو کہ ہم نے اپنے اوپر حرام کر لیا فلاں چیز کو اور اس میں عزم تزہد مقصود ہو۔

روایت ہے کہ سید دو عالم ﷺ مرغی اور فالودہ نوش فرماتے اور حضور جانِ عالم ﷺ میٹھی چیز کو پسند فرماتے تھے اور شہد بھی حضور اکرم ﷺ کو مرغوب تھا اور رسولِ عربی ﷺ نے فرمایا: ”مومن شیریں زبان ہوتا ہے اور شیریں چیز کو پسند

کرتا ہے''۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ کو کسی دعوت میں بلایا گیا۔ آپ کے ساتھ فرقد سنجی اور ان کے ہمراہی بھی تھے سب دستر خوان پر بیٹھ گئے۔ انواع واقسام کے کھانے تھے جن میں مرغی اور فالودہ بھی تھے تو فرقد سنجی ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا فرقد روزے سے ہو؟ عرض کیا: نہیں! لیکن وہ ایسے اطعمہ وانعمہ سے پرہیز کرتے ہیں'' تو حسن رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا: ''اے فرقد! شہد اور آش جو گھی کے ساتھ کھانا تمہیں ناپسند ہے اور اس سے کراہت کوئی مسلمان کر سکتا ہے''۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ: ''فلاں فالودہ نہیں کھاتا اور کہتا ہے اتنی نعمت کا شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا'' تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا وہ ٹھنڈا پانی پیتا ہے؟'' عرض کیا: ''ہاں!'' فرمایا کہ: ''وہ جاہل ہے اللہ کی نعمتوں سے تو سرد پانی بھی نعمت ہے اور فالودہ سے بڑی نعمت ہے''۔ (تفسیر نسفی)

علامہ آلوسی اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں ایک طویل روایت نقل فرماتے ہیں۔ اس کا ترجمہ نذر ناظرین ہے حضور پر نور ﷺ نے ایک روز قیامت اور آخرت کے واقعات بیان فرمائے جن کو سن کر صحابہ کرام پر اس قدر رقت پیدا ہو گئی کہ صحابہ روتے جاتے تھے۔ ان کے دلوں پر عجیب وغریب کیفیت تھی۔ دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجتماع حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے مکان پر ہوا۔ جن میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی المرتضی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم، حضرت مقداد بن اسود، حضرت سلمان فارسی، حضرت معقل بن مقرن اور عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔ ان سب حضرات نے متفقہ فیصلہ کیا کہ: ''ہم سب تارک الدنیا ہو جائیں گے، ٹاٹ کا لباس پہن لیں گے ہمیشہ روزے رکھیں گے، رات بھر نماز میں رہیں گے، بستر پہ آرام نہ کریں گے، گوشت اور چربی نہیں کھائیں گے، عورتوں اور خوشبو کے قریب نہیں جائیں گے۔ جیسے ہی اس کی اطلاع حضور پر نور ﷺ کو پہنچی حضور اکرم ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے۔ اس وقت مکان پر سوائے حضرت خولہ اُم حکیم بنت ابی اُمیہ (جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں) کے سوا کوئی موجود نہ تھا حضور سیدِ عالم ﷺ نے حضرت خولہ زوجہ محترمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس اجتماع اور فیصلے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ: ''اگر عثمان نے یہ بات آپ سے عرض کی ہے تو درست ہے'' حضور خاتم النبیین ﷺ واپس قیام گاہ پر تشریف لے آئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب اپنے مکان پر پہنچے تو حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی خبر پائی، فوراً بمعہ رفقاء کے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''کیا تم لوگوں نے یہ

فیصلے کیے ہیں؟''۔ حضرت ابن مظعون رضی اللہ عنہ اور ان کے سب رفقاء نے اقرار کیا اور عرض کیا کہ: ''ان فیصلوں سے ہمارا مقصد صرف نیکی ہے''۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے ان باتوں کا حکم نہیں دیا گیا'' پھر فرمایا: ''تم پر تمہاری جانوں کا حق ہے روزے رکھو لیکن ناغہ بھی کرو، رات کی عبادت میں قیام کرو اور نیند بھی لو، میں رات کے حصہ میں اٹھتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور کچھ حصہ میں سوتا بھی ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں، گوشت اور چکنائی بھی کھاتا ہوں اور بیویوں سے قربت بھی کرتا ہوں جو میرے طریقہ سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا''۔

پھر عام اجتماع سے خطاب فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ: ''کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگوں نے عورتوں کو کھانے کو، خوشبو کو، نیند کو، دنیوی خواہشات کو بالکل حرام قرار دے رکھا ہے۔ میرے دین میں گوشت، چکنائی، عورتوں کو ترک کر دینے کا حکم نہیں لا رھبانیۃ فی الاسلام میری اُمت کی سیاحت روزہ اور ان کی رہبانیت صرف جہاد ہے۔ اللہ کی عبادت کرو، کسی چیز کو اس کا شریک نہ قرار دو، حج کرو، نمازیں قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور سیدھی چال چلو، تمہارے امور درست ہو جائیں گے۔ تم سے پہلے لوگ شدت پسندی کی وجہ سے ہی تباہ ہوئے، انہوں نے اپنے اوپر سختیاں خود ہی عائد کیں، تو اس کے بعد ان لوگوں پر اللہ نے بھی ان پر سختیاں کر دیں۔

گرجاؤں اور یہود کی کنیساؤں میں بیٹھے ہوئے لوگ انہی کے پسماندہ نشانات ہیں۔ اس پر یہ آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَا تَعْتَدُوْا یعنی اس حد سے تجاوز نہ کرو جو شریعت نے حلال وحرام تم پر لگادی ہے یا یہ معنی ہیں کہ جس حد تک حلال ہیں، اس سے متجاوز ہو کر حرام تک نہ بڑھو اور فضول خرچی پاک چیزوں کے استعمال میں نہ کرو۔ (نسفی)

اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ.......... الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ

اور جو چیزیں اللہ نے حلال فرمائیں انہیں کھاؤ اور اس میں اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو اس لیے کہ ایمان لانے سے تقوی واجب ہو جاتا ہے اور تقوی مقتضی اطاعت بامر اللہ کا ہے۔

طبیات جمع طیب کی ہے۔ طیب کے معانی عمدہ اور اعلی چیز نکھاری ہوئی چیز، پسندیدہ چیز۔

تقوی کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود میں رہا جائے۔ حلال وطیب روزی تقویٰ کے لیے کھاؤ کیونکہ عبادت کی روح اور عبادت کا نور اکل حلال اور صدقِ مقال ہے۔ اس کے بعد احکامِ قسم اور اقسام یمین کی تفصیل اور اس کی تشریح بیان ہوئی۔

✶ .... ✶ .... ✶ .... ✶

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَمْسَحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ عَلٰی ظَاهِرِهِمَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ تَوَضَّاَ النَّبِیُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ وَالنَّعْلَیْنِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

الفصل الثالث

عَنِ الْمُغِیْرَةِ قَالَ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَسِیْتَ قَالَ بَلْ اَنْتَ نَسِیْتَ بِهٰذَا اَمَرَنِیْ عَزَّوَجَلَّ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ کَانَ الدِّیْنُ بِالرَّاْیِ لَکَانَ اَسْفَلُ الْخُفِّ اَوْلٰی بِالْمَسْحِ مِنْ اَعْلَاهُ وَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَمْسَحُ عَلٰی ظَاهِرِ خُفَّیْهِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَلِلدَّارِمِیِّ مَعْنَاهُ)

ترجمہ:

روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ موزوں کے اوپر مسح کرتے تھے (۱) (ترمذی، ابوداؤد)

روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور پاتابوں پر مسح کیا (۲) (احمد ترمذی ابوداؤد، ابن ماجہ)

تیسری فصل

روایت ہے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے موزوں پر مسح کیا۔ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ بھول گئے''۔ فرمایا: ''بلکہ تم بھول گئے مجھے میرے رب عزوجل نے اسی کا حکم دیا'' (۳) (احمد، ابوداؤد)

روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرماتے ہیں: ''اگر دین رائے سے ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا اوپر مسح کرنے سے بہتر ہوتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ موزوں کے اوپر مسح کرتے تھے (۴) (ابوداؤد) دارمی نے اس کے معنی کی روایت کی۔

شرح:

(۱) یہ حدیث صحیح بھی ہے اور متصل بھی اس میں صرف ظاہر موزہ کا ذکر ہے نیچے کا نہیں، یہی ہمارے امام صاحب کا قول ہے۔

(۲) اونی یا سوتی موزوں کو جراب کہا جاتا ہے۔ ان پر مسح تین صورتوں میں جائز ہے:

(الف) ایک یہ کہ بہت موٹے ہوں کہ بغیر باندھے پنڈلی

پر ٹھہر جائیں، چلنے پھرنے سے ڈھلک نہ جائیں۔

(ب) دوسرے یہ کہ اس کے صرف تلے میں چمڑا سلا ہو جسے منعل کہتے ہیں۔

(ت) تیسرے یہ کہ اس کے ظاہری قدم پر بھی چمڑا سلا ہو جسے مجلد کہتے ہیں۔

یہاں پہلی صورت کی جرابیں مراد ہیں یعنی موٹی نعلین سوتی "پاتابے" کہلاتے ہیں، جو جرابوں پر ان کی حفاظت کے لیے پہنے جاتے ہیں۔ اگر یہ باریک ہوں کہ مسح کی تری جراب تک پہنچ جائے تو ان پر مسح جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۳) چونکہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے موزوں کا مسح نہ دیکھا تھا، اس لیے یہ سوال کیا اور بزرگوں کی طرف بھول کی نسبت کرنا خود اپنی غلطی اور بھول ہے، اس لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "تم طریقۂ ادب بھول گئے" اس حدیث کے آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ موزوں پر مسح قرآن شریف سے بھی ثابت ہے، کیونکہ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ میں ایک قرأت اَرْجُلِ کے لام کے کسرہ سے بھی ہے اور عام قرأت فتح سے۔ مطلب یہ ہوا کہ موزے پہنے ہوں تو مسح کرو نہ پہنے ہوں تو دھولو اور ممکن ہے کہ یہاں اللہ کا حکم سے مراد وحی خفی ہو۔

(۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ موزوں کے صرف ظاہر پر مسح ہوگا نہ کہ تلے پر جیسا کہ ہمارے امام صاحب کا قول ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر عقل حکم شرع کے خلاف ہو تو عقل مردود ہے اور حکم شرع مقبول۔ دیکھو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عقل کہتی تھی کہ موزے کے نیچے مسح ہونا چاہیے کیونکہ زمین سے وہی حصہ لگتا ہے اور گندگی سے وہی قریب رہتا ہے مگر حکم شرعی کے مقابل آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی رائے چھوڑ دی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "اگر دین رائے سے ہوتا تو میں پیشاب سے غسل واجب کرتا اور منی سے وضو کیونکہ پیشاب بالاتفاق نجس ہے اور منی بعض علماء کے ہاں پاک بھی ہے اور میں لڑکی کو لڑکے سے دگنی میراث دیتا کیوں کہ لڑکی کمزور ہے۔ (مرقاۃ)

عارف کے معنی

حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ نے اہل طریقت کی محفل میں فرمایا: جانتے ہو عارف کسے کہتے ہیں؟ ہمارے مشائخ طریقت نے عارف کی تعریف اس انداز میں کی ہے: عارف کے معنی ہیں جاننے والا اور اس میں چار حروف ہیں:

ع، الف، ر، ف

پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: "ع" سے مراد عشق، "الف" سے مراد اخلاص، "ر" سے مراد رضا اور ف سے مراد فنا۔ یعنی جب عشق اخلاص کے ساتھ ہوتا ہے تو اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور جب مقام رضا حاصل ہو جائے تو پھر مقام فنا حاصل ہوتا ہے اور اس مقام کے بعد بقا ہی بقا ہے۔

خطاباتِ فخرالمشائخ

قسط:۲

توحیدِ باری تعالیٰ

فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

گزشتہ سے پیوستہ:

ترجمہ: حضرت شعبی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ: کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ اپنے رب کا نسب نامہ ہمیں بتائیے۔

اب آگے سے ملاحظہ فرمایئے:

اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ مِنْهُمْ كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ وَحُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ صِفْ لَنَا رَبَّكَ الَّذِي بَعَثَكَ. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اللهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ.

(الاسماء والصفات للبیہقی، باب جمع ابواب ما یجوز تسمیۃ اللہ سبحانہ حدیث ۶۰۶)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک گروہ آیا نبی پاک ﷺ کی خدمت میں ان میں کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب بھی تھے۔ انہوں نے کہا: اے محمد ﷺ! اپنے رب کے اوصاف کے بارے میں ہمیں بتایئے جس نے آپ کو بھیجا ہے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ سورت طیبہ نازل فرمائی: ''قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد'' کفار یہ سوالات اس لیے کر رہے تھے کہ انہوں نے اپنے الگ الگ خدا بنائے ہوئے تھے۔ جو بتوں کی صورت میں تھے، کوئی مٹی کا تھا، کوئی چاندی کا، کوئی سونے کا اور کوئی کسی دھات کا وہ اپنے ہاتھ سے بت تراشتے تھے اور پھر ان کے سامنے جھک جاتے تھے اور ان کو اپنا خدا مانتے تھے۔ اسی لیے جب نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کا بیان فرمایا تو انہوں نے سوال کیا کہ جس خدا کے سامنے آپ ہمیں جھکنے کے لیے کہہ رہے ہیں وہ کس چیز کا بنا ہوا ہے۔ پس نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''میرا خدا ان چیزوں میں سے نہیں بلکہ وہ ان تمام چیزوں کا خالق ہے''۔ آپ نے واضح طور پر یہ فرمایا کہ: ''ان خداؤں کو مت پوجو، جن خداؤں کو تم نے بنایا بلکہ اس خدائے وحدہ لاشریک کے سامنے جھکو جس نے تم کو بنایا''۔ اس سورۂ مبارکہ کے نزول کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ عرب کے جاہل مشرک فرشتوں کو اللہ

کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت اور تورات کے حامل حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا کرتے تھے۔ اس سورۂ مبارکہ نے ان تمام کے باطل عقائد وتصورات کو مٹا دیا اور واضح طور پر یہ بتا دیا کہ اس خدا کی شان یہ ہے کہ نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا۔

سورۂ مبارکہ کے نام:

اس سورۂ مبارکہ کے بہت سے نام ہیں۔ سورۂ نجات، سورۃ الاساس سورۃ المانعہ، سورۃ النور، سورۃ الآمان، سورۃ الاخلاص ان تمام اسماء میں سورۂ اخلاص سب سے زیادہ مشہور ہے اور عوام وخواص اسی نام سے اس سورت کو پہچانتے ہیں۔

یہ اس سورت کا شانِ نزول اور اس کے اسماء تھے جو آپ کے سامنے بیان کیے گئے اب آیئے اس کی فضیلت کے متعلق دیکھیں کہ احادیث میں اس کی کیا فضیلت بیان ہوئی ہے:

سورۂ مبارکہ کی فضیلت:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُورَةً يَقْرَأُ بِهَا لَهُمْ فِي الصَّلَاةِ مِمَّا يَقْرَأُ بِهِ افْتَتَحَ: بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا، ثُمَّ يَقْرَأُ سُورَةً أُخْرَى مَعَهَا وَكَانَ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَكَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا: إِنَّكَ تَفْتَتِحُ بِهَذِهِ السُّورَةِ ثُمَّ لَا تَرَى أَنَّهَا تُجْزِئُكَ حَتَّى تَقْرَأَ بِأُخْرَى فَإِمَّا تَقْرَأُ بِهَا وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِأُخْرَى فَقَالَ: مَا أَنَا بِتَارِكِهَا إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّكُمْ بِذَلِكَ فَعَلْتُ وَإِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْ أَفْضَلِهِمْ وَكَرِهُوا أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ فَلَمَّا أَتَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرُوهُ الْخَبَرَ فَقَالَ: يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَفْعَلَ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ أَصْحَابُكَ وَمَا يَحْمِلُكَ عَلَى لُزُومِ هَذِهِ السُّورَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّهَا فَقَالَ: حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب جمع بین السورتین فی الرکعة حدیث ۷۷۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری صحابی مسجد قباء میں انصار کی امامت کیا کرتے تھے ان کا یہ دستور تھا کہ وہ سورت پڑھنے سے پہلے سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے ان کے مقتدیوں نے ان سے کہا: ''آپ یہ کیا کرتے ہیں یا سورۂ اخلاص پڑھا کیجئے یا پھر کوئی دوسری سورت''۔ انہوں نے کہا: ''میں تو ایسا ہی کروں گا، اب آپ کی مرضی ہو تو جماعت کراتا ہوں اور اگر آپ کی مرضی نہ ہو تو کسی دوسرے کو امام مقرر کر لیجئے'' ان کی نیکی اور پارسائی کی وجہ سے لوگ کسی دوسرے کو امام مقرر کرنا پسند نہ کرتے تھے چنانچہ اس کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں کیا گیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمہارے مقتدی جس طرح کہتے ہیں تم ایسا کیوں نہیں کرتے؟'' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ''مجھے اس سورت سے بڑا پیار ہے''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے''۔

اس حدیث شریف سے پتا چلا کہ اگر انسان کسی سورت سے محبت کرے اور اس کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اس سورت کی برکت سے اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ جس طرح کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان صحابی کو جنت کی بشارت دی جو سورۃ الاخلاص سے محبت کرتے تھے اور کثرت سے اس کا ورد کرتے تھے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی کسی نہ کسی سورت کو پڑھنا اپنا معمول بنا لیں اور رب کی رحمت سے امید رکھیں کہ وہ اس سورت کی برکتیں بھی عطا فرمائے گا اور اسی کی وجہ سے ہمیں جنت میں داخل بھی فرما دے گا۔

دوسری روایت: انه كان جبريل عليه السلام مع الرسول عليه الصلاة والسلام اذ اقبل أبوذر الغفاري فقال جبريل هذا أبوذر قد اقبل فقال عليه الصلاة والسلام او تعرفو نه قال هو اشهر عندنا منه عندكم فقال عليه الصلاة والسلام بماذا قال هذه الفضيلة؛ قال لصغره في نفسه و كثرة قرأته قل هو الله احد.

(تفسیر کبیر، سورۃ الاخلاص، جلد ۳۲، ص ۱۶۳، دار الفکر)

حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ قریب آئے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ''یہ ابوذر ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم انہیں جانتے ہو؟'' اس پر انہوں نے عرض کی: ''وہ ہمارے ہاں زیادہ مشہور ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اس نیک آدمی نے ایسا کیا عمل کیا ہے؟'' عرض کی کہ: ''یہ اپنے آپ میں چھوٹے پن اور کثرت سے سورۂ اخلاص پڑھنے کی وجہ سے''۔

ان دونوں احادیث سے اس سورت کی فضیلت و اہمیت واضح ہو جاتی ہے کہ اگر انسان اس سورۂ مبارکہ کو اپنے معمولات میں شامل کر لے یعنی کسی ایک تعداد میں روزانہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ امید ہے کہ یقیناً وہ اس کی برکت سے اسے جنت میں داخل فرمائے گا جس طرح کہ پہلی روایت میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صحابی (جو سورۂ اخلاص سے محبت کرتے تھے) سے فرمایا: ''اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے'' اور دوسری روایت جس میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ یہ سورت پڑھا کرتے تھے اس کی وجہ سے وہ صرف انسانوں ہی میں نہیں بلکہ فرشتوں میں بھی مقبول تھے۔ جس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

پس ہمیں چاہیے کہ اس سورۂ مبارکہ کو یا قرآنِ کریم کی کسی بھی سورت کو اپنے معمولات میں شامل کریں اور اسے پابندی کے ساتھ روزانہ پڑھتے رہیں۔ بزرگانِ دین و اولیائے کاملین کی سیرت کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ کوئی سورۂ مزمل کا عامل ہے، تو کوئی سورۂ یٰسین کا، کوئی سورۂ اخلاص کا تو کوئی سورۂ کوثر کا۔ یعنی سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا کہ وہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی کسی بھی سورت کو اپنا معمول بنا کر ایک خاص تعداد میں پڑھتے رہے۔ (جاری ہے)

تاریخ

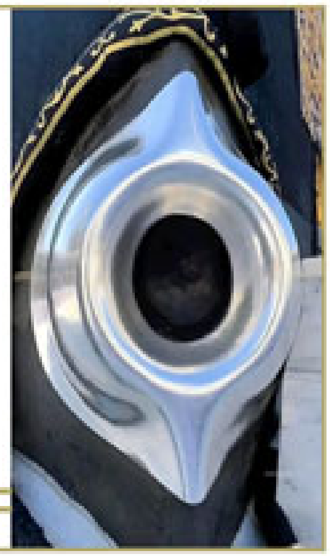

''حجر اسود'' تاریخ کے آئینہ میں...

جناب محمد حنیف شاہد صاحب

خانہ کعبہ کے بیرونی گوشے ''ارکان'' کے نام سے موسوم ہیں۔ شمالی جانب کا گوشہ عراق کی طرف واقع ہے، اسی مناسبت سے اِسے ''رکن عراقی'' کہتے ہیں۔ جنوب مشرقی گوشے کا نام ''رکن حجر اسود'' ہے کیونکہ اس جگہ چاندی کے خول کے اندر وہ متبرک پتھر نصب ہے جو ''حجر اسود'' کہلاتا ہے اس کے مقابل گوشے کو ''رکن یمانی'' کہا جاتا ہے کیونکہ وہ یمن کی طرف واقع ہے۔ چوتھے گوشے کا نام ''رکن شامی'' ہے کیونکہ یہ گوشہ بجانب شام ہے۔ حجر اسود کے معنی سیاہ پتھر کے ہیں یہ سرخی و سیاہی مائل زرد رنگ کا ایک بیضوی پتھر ہے جس کا قطر تقریباً 13 انچ ہے یہ زمین سے تقریباً 5 فٹ کی بلندی پر نصب ہے۔ علامہ ازرقی کی تصنیف تاریخ اخبار مکہ تقریباً 224ھ کی تالیف ہے انہوں نے حجر اسود کی شکل و پیمائش کی نسبت یہ لکھا ہے:

حجر اسود کا جو حصہ دیوار میں داخل ہے اس کی لمبائی دو ہاتھ ہے اور اس کا پچھلا حصہ انسان کی داڑھ کی شکل کا ہے، جس میں تین نوکیں ہیں حجر اسود کے جس قدر حصے کے گرد چاندی کا حلقہ ہے اس کی پیمائش ایک ہاتھ چار انگل ہے۔ چاندی کا حلقہ دیوار میں پیوست ہے۔ چاندی حجر اسود کے گرداگرد منڈھی ہوئی اور حجر اسود اوپر کی جانب ڈھائی انگل دیوار میں داخل ہے۔

مسلمان سیاحوں نے حجر اسود کی پیمائش لکھی ہے اس کی تفصیل

۱) ناصر خسرو۔ لمبائی ایک ہاتھ چار انگل، چوڑائی آٹھ انگل۔

۲) ابن جبیر۔ لمبائی ایک بالشت ایک بند انگشت چوڑائی دو ثلث بالشت۔

۳) ابن بطوطہ۔ لمبائی ایک بالشت ایک بد انگشت چوڑائی تین بالشت۔ حجر اسود دیوار میں اس طرح نصب ہے کہ اس کی بیرونی شکل ایک بڑے پیالے کی سی ہے جس کی گہرائی تقریباً ایک باشت ہے۔ پیالی کا منہ ڈیڑھ فٹ چوڑا اور دو فٹ اونچا ہے جب حجر اسود کو بوسہ دینا ہوتا ہے تو ہاتھ پیالے کے کناروں پر رکھ کر چہرہ چند ایک انچ اندر لے جانا پڑتا ہے۔

علامہ ازرقی کا بیان ہے کہ حجر اسود کو جنت سے جبرئیل لائے تھے۔ اسے جنت کا جوہر جنت کا یاقوت اور جنت کا پتھر بھی کہا گیا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ جنت سے ہے یعنی جنت کا ایک جزو ہے۔ حجر اسود کی ابتدائی رنگت اور اس کی چمک

دمک کے متعلق جو روایات ملتی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس وقت یہ جنت سے اترا تھا تو چاندی سے زیادہ سفید تھا۔ موتی کے مثل چمکتا تھا اور اس کے نور سے اطراف حرم روشن ہو جاتے تھے۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب بنی جرہم مکہ معظّمہ سے نکالے گئے تو انہوں نے حجر اسود کو چاہ زم زم میں ڈال کر اس کو پاٹ دیا۔ یہاں تک کہ عبد المطلب نے چاہ زم زم کو کھودا اور حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک عورت بیت اللہ شریف میں خوشبو جلا رہی تھی کہ غلاف کعبہ میں آگ لگ گئی۔ آتشزدگی کی باعث دیواریں کئی جگہ سے جل کر پھٹ گئیں۔ اسی عرصہ میں پہاڑی نالوں کو جنہیں عرب سیل عوارم کہتے ہیں کثرت ہوئی اور ایک نالہ اس زور سے آیا کہ خانہ کعبہ میں تمام پانی بھر گیا جس سے باقی ماندہ دیواریں بھی پھٹ کر گر گئیں جب قریش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں بیت اللہ شریف کی تعمیر کا کام از سر نو شروع کیا اور حجر اسود کو دیوار کعبہ میں نصب کرنے کا وقت آیا تو ان میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ ہر قبیلہ حجر اسود کو خانہ کعبہ میں نصب کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا تھا اس نزع اور کشمکش نے بہت طول پکڑا۔ بالآخر قریش کے معمر اور عمر رسیدہ آدمیوں نے یہ مشورہ دیا کہ جو شخص خانہ کعبہ میں سب سے پہلے داخل ہو اسے حَکم تسلیم کیا جائے اور اس کے فیصلے کو برضا و رغبت اور بسر و چشم منظور کیا جائے۔ خدا کی قدرت دیکھو جو شخص سب سے پہلے ادھر آیا وہ سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اگر چہ اس وقت آپ کا سن شریف بہت کم تھا تاہم اہل قریش کی نگاہوں میں آپ کی بہت زیادہ عزت تھی سب لوگ آپ کو دیکھتے ہی الامین الامین! پکار اُٹھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند منٹوں میں ایسا منصفانہ اور دانشمندانہ فیصلہ صادر فرمایا کہ تمام قبائل عش عش کر اُٹھے۔ آپ نے اپنی ردائے مبارک (چادر) زمین پر بچھادی پھر اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو اس میں رکھا اور ہر قبیلہ کے سردار اور سربراہ سے فرمایا کہ مل کر چادر کے چاروں کونے پکڑ لیں اور اٹھا کر وہاں لے چلیں۔ جہاں حجر اسود نصب کرنا ہے۔ اہل قریش نے ایسا ہی کیا جب خانہ کعبہ کے پاس پہنچے تو جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو اُٹھا کر بیت اللہ شریف کے ایک کونے میں نصب کر دیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جب یزید تخت نشین ہوا تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیعت نہ کی۔ اس پر یزید نے حسین بن حمیرہ کو فوج دے کر مکہ معظّمہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما محصور ہو گئے تو حصین کی فوج کوہ ابو قبیس پر سے منجنیق کے ذریعے شہر پر سنگباری کرتی رہی جس سے غلاف کعبہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ 2 ربیع الاوّل 64ھ کا ذکر ہے کہ اتفاقاً ایک خیمہ میں آگ لگ گئی ہوا بہت تیز تھی شعلے بیت اللہ شریف تک جا پہنچے جس سے تمام خانہ خدا جل گیا اور دیواریں جا بجا پھٹ گئیں۔ حجر اسود کی سیاہی اور شکستگی کی نسبت اخبار مکہ کا مصنف رقم طراز ہے۔

دو دفعہ آتشزدگی میں جلنے کے باعث کالا ہو گیا۔ایک دفعہ زمانہ جاہلیت میں ایک عورت کے ہاتھ سے کعبہ کے پردے میں خوشبو جلاتے وقت آگ لگ گئی تھی جس کے باعث کعبہ اور حجر اسود دونوں جل گئے تھے اور حجر اسود کالا ہو گیا اور ایک دفعہ زمانہ اسلام میں ابن زبیر کے عہد حکومت میں کعبہ میں آگ لگ گئی اور حجر اسود جل کر تین ٹکڑے ہو گیا تھا ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کے گرد چاندی کا حلقہ چڑھایا تھا۔

قطب الدین مکی کہتے ہیں کہ جب قرامطہ نے بائیس سال بعد حجر اسود مکے والوں کو واپس کیا تو اس وقت محمد بن نزاعی نے چشم خود دیکھا کہ اس کا اوپر کا حصہ سیاہ اور باقی تمام سفید تھا۔

(الاعلام،صفحہ:77)

اس واقعہ کی تفصیلات یہ ہیں کہ قرامطہ میں سے ایک شخص ابو طاہر تھا۔ہجر، احسا، طائف، بحرین وغیرہ اس کے زیر حکومت تھے۔ وہ بڑا ظالم اور سنگدل تھا اس نے کئی بار حاجیوں کے قافلوں کو لوٹ کر مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیا۔217ھ میں اس نے حج کے موقعہ پر مکہ پر حملہ کیا۔حاجیوں کو قتل کر کے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا خانہ کعبہ کے اندر گھس کر قتل و غارت کا بازار گرم کیا خانہ کعبہ کی بے حرمتی کی دروازہ اکھیڑ دیا حجر اسود کو نکال کر اپنے شہر ہجر میں بھیج دیا۔ابو طاہر نے مقتولوں کی لاشیں چاہ زم زم میں پھینک دیں جب کنواں بھر گیا تو باقی ماندہ لاشوں کو مسجد کعبہ کے اندر پھینک دیا۔اس کے بعد غلاف کعبہ کو اپنے لوگوں میں تقسیم کیا اور اہل مکہ کا کل مال و اسباب سمیٹ کر اپنے وطن روانہ ہوا اس نے حجر اسود کو ایک مکان میں نصب کر کے اس کا نام ''دار الہجرہ'' رکھا وہ چاہتا تھا کہ جس طرح حاجی خانہ کعبہ میں آتے ہیں۔اسی طرح مکہ کی بجائے ہجر کی طرف آئیں۔ اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی کیونکہ حجر اسود کی عدم موجودگی میں بھی حاجی برابر خانہ کعبہ جاتے رہے۔

عبید اللہ صدئی نے ابو طاہر کو خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرنے پر لعنت ملامت کی اور اسے لکھ بھیجا کہ حجر اسود خانہ کعبہ میں واپس کر دے لیکن اس نے کچھ پرواہ نہ کی مہدی کے بعد منصور بن القائم بن مہدی نے ابو طاہر کے بھائی ابو القاسم کو لکھا کہ اگر تم حجر اسود کو مکہ میں واپس کر دو تو میں تمہیں پچاس ہزار دینار دوں گا لیکن کسی نے توجہ نہ کی بعد ازاں عباسی امیر الامراء محکم ترکی نے بھی پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا مگر بے سود۔ابو طاہر نے 222ھ میں مر گیا۔قرامطہ کی طاقت رو بہ زوال ہوئی تو ابو طاہر کی موت کے سات سال بعد 10 ذی الحجہ 229ھ کو عید سعید کے مبارک موقع پر سبزن بن حسین قرامطی حجر اسود کو لے کر مکہ معظمہ آیا اور جہاں پہلے نصب تھا اسی جگہ نصب کر کے کہنے لگا۔ہم خدا کے حکم سے اسے لے گئے تھے اور اسی کے حکم سے واپس لے آئے۔ ڈاکٹر ولسن بھی اس بات سے متفق ہے چنانچہ وہ اسے شہاب ثاقب یا آسمان سے گرا ہوا ستارہ کہتا ہے شہاب ثاقب کی ایک خاصیت یہ ہوتی ہے کہ اس کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے حجر اسود کا رنگ بھی تبدیل ہو جاتا ہے ۔حجر اسود کا رنگ اس کی چمک دمک جاتی رہی ہے اور وہ مدھم پڑ گیا ہے

حجر اسود کے رنگ بدلنے کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

(ا) استعداد زمانہ (ب) آتش زدگی (ج) مشرکین کے ہاتھوں بے حرمتی (د) مسلمانوں کا چھونا اور چومنا۔

زمانہ جاہلیت کے عرب حجر اسود کی تعظیم کیا کرتے تھے اور یہ بھی اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ آسمان سے نازل ہوا ہے عرب جن جن بتوں کی پرستش کرتے تھے ان کے نام تاریخوں میں موجود ہیں حجر اسود کے بارے میں کسی مورخ نے نہیں لکھا کہ یہ بھی بت تھا اور کوئی قبیلہ اس کی پوجا کرتا تھا بلکہ یہ حضرت ابراہیم کا نصب کیا ہوا پتھر ہے جو انہوں نے آغاز طواف کی علامت کے لیے لگایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین و پاک ترین اور صاف ترین جگہ حجر اسود اور رکن یمانی کے بیچ میں ہے حجر اسود کو چومنا اور چھونا گناہوں کو دور کرتا ہے حجر اسود کے قریب جو دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے جو شخص حجر اسود کو چھوتا ہے اس کے گناہ ایسے معاف ہو جاتے ہیں گویا وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر حسب ذیل دعا فرمائی:

ربنا اتنا فی الدنیا حسنته وفی الآخرۃ حسنته وقنا عذاب النار

مقام حجر اسود آغاز طواف کی علامت ہے حاجی یہیں سے طواف شروع کرتے ہیں اور مسنون طریقہ بھی یہی ہے کیونکہ رسول خدا ﷺ نے حجر اسود سے طواف شروع فرمایا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا پتھر کے داہنی جانب سے طواف شروع کیا۔ (بخاری شریف)

طواف خانہ کعبہ سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیتے یا ہاتھ لگاتے یا ہاتھ سے اشارہ کرتے ہیں ہاتھ لگانے یا اشارہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ طواف کرنے والوں کا جم غفیر ہوتا ہے اور ناتواں و کمزور حاجی آسانی سے بوسہ نہیں دے سکتے۔ حجاج طواف شروع کرنے سے پہلے دونوں ہاتھ اٹھا کر بسم اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھتے ہیں اور ہاتھ گرانے کے بعد طواف شروع کرتے ہیں طواف سے قبل احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے اس طرح نکال لیتے ہیں کہ دایاں مونڈھا کھلا رہتا ہے پھر دوسرے سرے کو بائیں کندھے پر ڈال لیتے ہیں اس عمل کو اضطباع کہا جاتا ہے طواف میں ایک پھیرے یا چکر کو شوط کہتے ہیں ہر شوط کے بعد دوسرا شوط شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کا استلام کرتے ہیں حجر اسود کو ہاتھ لگاتے اشارہ کرتے یا بوسہ دیتے وقت یہ کلمات پڑھتے ہیں:

بسم اللہ اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ

حجر اسود کو بوسہ دینا عین عبادت ہے اور اس مقام پر دعا قبول ہوتی ہے۔ طواف کرتے وقت حجر اسود کو بوسہ دیتے یا ہاتھ لگاتے ہیں رکن شامی اور رکن عراقی کو ہاتھ لگاتے ہیں نہ چھوتے ہیں طواف میں خانہ کعبہ کے گرد سات چکر پر حجر اسود کو چوما جاتا ہے۔

....

گوشۂ سیرت

رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علامہ عارف شاہ قادری اشرفی علیہ الرحمہ

تمام دنیائے انسانیت پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عظیم رحمت ہے کہ آپ نے یہ ارشاد ربانی۔

ولقد کرمنا بنی آدم

ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت عطا فرمائی''۔ سنا کر انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا اعلان فرمایا۔ تعلیم الاسلام سے پہلے انسان کی احساس کمتری کا یہ عالم تھا کہ کبھی اس کا سر بلند پہاڑوں سرسبز درختوں بہتے دریاؤں اور آگ کے شعلوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتا اور کبھی خوفناک درندوں کی بھیانک صورتوں اور چمکتے تاروں کے سامنے جبین عقیدت جھکاتا تھا۔ عرب کے رہنے والے اپنی اس پست ذہنیت کا مظاہرہ خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تین سو ساٹھ بتوں کو اپنا معبود جان کر کیا کرتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس زمانے کی کوئی قباحت اور کوئی عیب ایسا نہ تھا جو ان میں پایا نہ جاتا ہو۔ بتوں کے نام پر انسان کی قربانی۔ باپ کی منکوحہ بیویوں کا بیٹوں میں بطور وراثت تقسیم ہونا قمار بازی وشراب خوری، دو حقیقی بہنوں سے بیک وقت نکاح کرنا اور فحاشی و بے حیائی اپنی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اور اس سے بڑھ کر نومولود بچیوں کو زندہ درگور کرنا لڑائی کے موقعہ پر انسانی جانوں کو زندہ جلا دینا شب وروز ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

یہ عالمگیر بربریت و وحشت کچھ حجاز کے رہنے والوں ہی کے ساتھ خاص نہ تھی بلکہ دنیا کے دوسرے گوشے جو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے تھے۔ ایسے تاریک ماحول میں انقلاب پیدا کرنے کے لیے اس معصوم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب ہوا۔ جس نے اپنوں کے ظلم سہہ کر، بیگانوں کے تیر کھا کر اپنی پاکیزہ تعلیم وتربیت کا آغاز فرمانے کے لیے اس عظیم درس گاہ کا سنگ بنیاد رکھا جہاں حبشہ کے بلال جیسے غریب سے لے کر عبدالرحمن بن عوف، سعد بن زہیر جیسے معمولی لوگ ایک ہی چٹائی پر بیٹھ کر کسب فیض کیا کرتے تھے۔

بزم کائنات کی یہی وہ انوکھی تعلیم گاہ تھی جہاں نہ نسلی امتیاز تھا اور نہ رنگ وروپ کا سوال تھا نہ ذات پات کی بے جا تقسیم تھی اور نہ ملکی ووطنی عصبیت کا جذبہ تھا اس کا دروازہ دنیا کی تمام قوموں اور تمام ملکوں کے لیے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ اسلام نے اپنے

ماننے والوں کو سب سے پہلے یہ بتایا کہ آسمان کی بلند و بالا چیزیں ہوں یا کرہ ارض پر پھیلی ہوئی مخلوق ہو یہ سب تمہارے لیے ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً

اللہ نے جو کچھ زمین میں ہے وہ تمہارے لیے پیدا فرمایا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

وسخر لکم اللیل و النھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔(النحل)

یعنی اللہ تعالیٰ نے رات اور دن سورج اور چاند کو تمہارے لیے مسخر فرمایا اور ستارے بھی اسی کے حکم سے مسخر کردیئے گئے۔

قرآن کریم کے ان واضح ارشادات نے انسان کی آنکھوں پر پڑا ہوا پردہ اٹھایا اور اس کی عقل و خرد نے اپنی کم نظری و تنگ خیالی کو محسوس کرلیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیم و تربیت نے جہاں اس حقیقت کو بے نقاب کیا وہاں اس کے ساتھ یہ بھی سکھایا کہ تمام کائنات کا مقصود تمہارا وجود ہے اور تمہاری پیدائش کا عظیم منشاء خالق کائنات کی عبادت اور تمہاری سجدہ ریزی و اطاعت شعاری کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

جن اور انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت الٰہی ہے اسلام کی اسی تعلیم کا اثر یہ تھا کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عقیدہ توحید و رسالت اپنی زندگی کا راس المال سمجھتے تھے اور ان کو دنیا کی کوئی قوت اس سے نہ پھیر سکی۔ اسلام کے ابتدائی دور میں بعض صحابہ کرام سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھے اور ان کی غربت و افلاس کی وجہ سے مخالفین اسلام نے اپنی دولت و ثروت کا لالچ دے کر ان کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن محبت نبوی میں اسلامی تعلیمات کا جو رنگ چڑھا تھا وہ اترنا تو درکنار بلکہ ان کی قوت ایمانی نے اس قسم کی بڑی سے بڑی پیشکش کو پائے حقارت سے ٹھکرایا۔ چنانچہ ایک بار حضور سرور عالم ﷺ نے ایک صحابی سے (جن کا نام حضرت کعب بن مالک تھا) غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی بناء پر ناراض ہو گئے اور تمام صحابہ کرام نے ان سے نہ صرف اپنا تعلق قطع کرلیا بلکہ سلام و کلام بھی ترک کردیا۔

حضور اقدس ﷺ کے اس حکمت آمیز طرز عمل اور صحابہ کرام کی کشیدگی نے حضرت کعب بن مالک کو سخت ہراساں کردیا۔ اس واقعہ کی خبر دور دور تک پھیل گئی اور مخالفین اسلام نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ چنانچہ شاہ غسان نے ایک خط حضرت کعب بن مالک کے نام بھیجا جس میں تحریر تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تمہارے آقا نے تم پر ظلم کیا ہے لیکن خدا تم کو ذلت اور کسمپرسی کی حالت میں نہ رہنے دے گا تم فوراً ہم سے آکر ملاقات کرو ہم اپنی دولت کے ذریعہ تمہاری مدد کریں گے اس خط کا مضمون ایک ضعیف الایمان کا دل ڈانوا ڈول کرسکتا تھا لیکن حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر نذر آتش کردیا اور بڑی حسرت سے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اب

کفار میری پریشان حالی دیکھ کر مجھے لالچ بھری نظروں سے دیکھنے لگے ہیں۔

یہ تھا حضور اکرم ﷺ کی تعلیم و تربیت کا اثر ان عرب کے باشندوں پر جو سالہا سال سے کسی پاکیزہ صحبت اور الہامی تعلیم سے محروم تھے۔ انسان مال و دولت کی طرف سے آنکھ بند کر سکتا ہے اور اگر مضبوط قوت ارادی سے کام لے تو مصائب و آلام پر بھی قابو پا سکتا ہے لیکن والدین بھائی بہن اور بال بچوں سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔

آپ آیئے اور ان فرزندان اسلام کی زندگی کا جائزہ لیجیے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے تعلق منقطع کر لیے تھے بلکہ یوں کہیے کہ ان کا ہر قسم کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوتا تھا اور اگر ان میں سے کوئی چیز رضائے الٰہی حاصل کرنے میں رکاوٹ ڈال دیتی تو وہ اس چیز سے تعلق منقطع کرنا پسند کرتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کی مشرکہ ماں نے قسم کھا کر اعلان کر دیا کہ جب تک میرا بیٹا اسلام نہ چھوڑے گا اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی اور نہ سعد بن ابی وقاص سے بات کروں گی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی قسم پوری کی یہاں تک کہ تیسرے دن کے فاقہ میں وہ بیہوش ہو گئیں لیکن اس واقعہ کا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ انہوں نے اپنی ماں سے صاف صاف کہہ دیا کہ اگر تمہارے جسم میں ہزار جانیں ہوں وہ ایک ایک کر کے نکل جائیں تب بھی میں اس دین کو نہ چھوڑوں گا۔ تعلیمات نبویہ پر استقامت اور احکام اسلام پر عمل کرنے کا بے پناہ جذبہ نہ صرف مردوں کے ساتھ مخصوص تھا بلکہ خواتین بھی اس معرکہ امتحان میں ثابت قدم رہیں اور انہوں نے کبھی کسی موقعہ پر اپنے دامن عمل کو داغ دار نہ ہونے دیا۔ چنانچہ ایک دن حضرت عمار کی والدہ کو (جن کا نام سمیہ تھا) محض اس بناء پر کہ وہ اسلام قبول کر چکی تھی کفار نے ان کو چھلا دینے والی دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ اسی حالت میں حضور انور ﷺ کا اس طرف سے گزر ہوا آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔ صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے ابوجہل یہ بات سن کر بھڑک اٹھا اور اس نے برچھی مار کر ان کو شہید کر دیا۔ اسلام میں سب سے پہلے شرف شہادت پانے والی یہی خاتون تھیں۔ جب کفار مکہ کی سختیاں انتہاء کو پہنچیں اور ان کو احکام نبویہ پر عمل کرنے میں دشواریاں پیش آنے لگیں تو حضور ﷺ کے مشورہ سے مسلمانوں کا ایک مختصر سا قافلہ حبشہ روانہ ہو گیا۔ قریش کو بھلا یہ کیسے گوارہ ہوتا کہ مسلمان اطمینان سے حبشہ میں رہ سکیں۔ انہوں نے اپنا ایک وفد نجاشی شاہ حبشہ کے پاس بہت سے تحفے دیکر روانہ کیا اور نجاشی کے دربار میں حاضری سے قبل دربار کے وزراء و عمال کو اس پر آمادہ کر لیا کہ وہ شاہ حبشہ کو مکہ کے ان مصیبت زدہ مسلمانوں کو اپنی قلم رو سے نکل جانے کا حکم دلانے میں مدد کریں چنانچہ اس کاروائی کے بعد دربار شاہی میں پہنچ کر درخواست پیش کی کہ ہمارے چند سادہ لوح لڑکوں نے اپنا

آبائی دین چھوڑ کر ایک نئے مذہب کو قبول کر لیا ہے۔لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر دیا جائے۔

درباری وزراء نے تائید کی۔نجاشی نے جواب دیا کہ جب تک میں خود تحقیق نہ کرلوں اس وقت تک ان پناہ گزینوں کو تمہارے حوالے نہیں کیا جاسکتا۔چنانچہ نجاشی نے اپنے دربار میں مسلمانوں کو بلوایا اور مسلمانوں نے بالاتفاق طے کرلیا کہ جو بات دریافت کی جائے اس کا صحیح جواب دیا جائے اور اس کام کے لیے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا گیا۔

چنانچہ مسلمان جیسے ہی دربار عام میں پہنچے شاہ حبشہ نے دریافت کیا کہ:''تم نے اپنا آبائی دین چھوڑ کر کون سا دین اختیار کرلیا ہے؟''۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر جواب دیا:''اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجنا مردار کھانا، قطع رحم کرنا، فواحش میں مبتلا رہنا، پڑوسیوں کے ساتھ بُرا برتاؤ کرنا کمزور کو دبانا ہمارا شیوہ تھا۔اب ہم میں خدا نے ایک ایسا پیغمبر مبعوث کیا جس نے بت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد و برتر کی عبادت کرنے۔ سچ بولنے امانت ادا کرنے صلہ رحمی کرنے حرام باتوں اور خون ریزی سے بچنے فواحش سے پرہیز کرنے پڑوسیوں اور کمزوروں کے ساتھ اچھی طرح پیش آنے کا حکم دیا۔ ہمارے نبی نے نماز روزہ اور زکوۃ کی پابندی کرنے اور یتیموں کا مال نہ کھانے اور عورتوں کی آبروریزی نہ کرنے کا حکم دیا۔اے بادشاہ! جب سے ہم نے اپنے نبی ﷺ کی اس تعلیم پر عمل کرنا شروع کیا اُسی وقت سے ہماری قوم ہماری دشمن ہوگئی''۔

نجاشی نے کہا:''تم کو خدا کا کلام یاد ہے اور تم کچھ سنا سکتے ہو؟''

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۃ کھیعص کی ابتدائی آیات تلاوت کیں جن کو سن کر شاہ حبشہ اور اس کے درباری رونے لگے۔

نجاشی نے سن کر کہا:''یہ کلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لایا ہوا مذہب ایک ہی چراغ کے دو پرتو ہیں''۔

مکہ کے وفد نے اپنی ناکامی دیکھ کر دوسرے دن بادشاہ سے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق غلط عقیدہ رکھتے ہیں۔ آپ بلا کر دریافت کیجئے چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:''قرآنی تعلیم کی رو سے وہ خدا کے بندے اس کے رسول اور روح اللہ ہیں''۔

نجاشی نے کہا کہ:''جو کچھ تم کہتے ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ نہیں تھے''۔

قریش کی یہ سفارت ناکام ہوگئی اور تعلیمات نبویہ کے یہ ابدی نقوش رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔

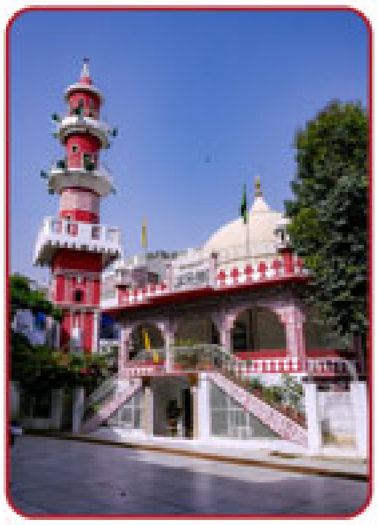

حیاتِ قطبِ ربانی قدس سرہ ایک نظر میں...

ادارہ

نام: سید محمد طاہر اشرف جیلانی

کنیت: ابو مخدوم

لقب: قطبِ ربانی

ولادت: 12 ربیع الاوّل 1307ھ مطابق 1889ء

جائے ولادت: دہلی

والدِ گرامی: حضرت حافظ سید حسین اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ

رسمِ بسم اللہ: 1311ھ مطابق 1893ء

ابتدائی تعلیم: والدہ محترمہ سے حاصل کی۔

قطبِ ربانی کا لقب:

تدفین کے وقت ایک مجذوب نے آکر یہ بشارت دی کہ: یہ شخص اپنے وقت کا قطب تھا، یہ "قطبِ ربانی" ہو کر اس دنیا سے گیا ہے

بیعت وخلافت:

محبوبِ ربانی ہم شبیہہ غوث الاعظم، اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ کے دستِ مبارک پر 1332ھ میں بمقام دہلی بیعت فرمائی اور اسی وقت اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اجازت وخلافت، خرقہ اور تاجِ اشرفی سے نوازا۔

دیگر مشائخ سے فیض:

۱) سلسلہ عالیہ صابریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، قادریہ کی خلافت حضرت شاہ تسلیم احمد صابری امروہوی علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی

۲) سلسلہ عالیہ فخریہ، نظامیہ، شمسیہ کی خلافت حضرت میاں عبدالصمد شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی۔

۳) سلسلہ قادریہ، اویسیہ کی خلافت حضرت سید احمد حسین الملقب امیر علی شاہ کمبل پوش علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی۔

۴) سلسلہ نقشبندیہ، اصراریہ، ابوالعلائیہ، قادریہ، برکاتیہ کی خلافت حضرت نوشہ میاں قادری مارہروی علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی۔

اسلامی روحانی خدمات:

چار ہزار سے زائد غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا اور لاکھوں بندگانِ خدا کو سلسلہ قادریہ، چشتیہ، اشرفیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ سے منسلک کیا

دینی وقومی خدمات:

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس، اجمیر سنی کانفرنس میں علمائے اہلِ سنت کے شانہ بشانہ کام کیا۔ ہندوستان کے طول وعرض میں تبلیغی دورے کیے اور بہت سے شہروں میں دینی مدارس قائم

فرمائے۔جن میں دہلی، اجمیر، کلکتہ، بمبئی، پونا، گوالیار، ضلع گیا اور ریاست دھولپور وغیرہ شامل ہیں آپ ان مدارس کی باقاعدہ سرپرستی بھی فرماتے تھے۔

زیارتِ حرمین شریفین:

چار مرتبہ زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔

روحانی تبلیغی سیاحت:

حرمینِ طیبین، بغداد، کربلا، نجف اشرف، کاظمین، کوفہ، بیت المقدس، دمشق، مصر، یمن، عدن، سیلون، رنگون، برما، ڈھاکہ بمبئی، کلکتہ، مدراس، بہار، بنگال، حیدرآباد، کرناٹک، کراچی لاہور وغیرہ کا طویل ترین سفر فرمایا۔آپ تقریباً پورا سال ہی سفر پر رہتے تھے مگر ماہِ رمضان المبارک ہمیشہ گھر پر دہلی میں گزارتے تھے۔آپ نے ۵۴ چون سال سیاحت فرمائی۔

تصنیفات وتالیفات:

آپ نے متعدد کتابیں اور رسالے تصنیف فرمائے، جن میں سے اکثر غیر مطبوعہ ہیں۔

آخری دورہ:

پاکستان ہجرت فرمانے کے بعد آپ نے 1950ء میں ہندوستان کا آخری دورہ کیا اور مریدین ومعتقدین سے فرمایا: ''یہ میرا آخری دورہ ہے اس کے بعد تم مجھ سے نہیں مل سکو گے''۔ اس دورے میں آپ نے تقریباً اٹھارہ شہروں کا دورہ کیا۔

وصالِ شریف:

18 جمادی الاولیٰ 1381ھ مطابق 29 اکتوبر 1961ء بروز پیر

نمازِ جنازہ:

غزالی دوراں رازی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

روضہ مبارک:

درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔

جانشین قطبِ ربانی قدس سرہ:

شیخِ طریقت اشرف المشائخ حضرت ابو محمد سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ العزیز۔

عرس پاک:

۱۶، ۱۷، ۱۸ جمادی الاولیٰ۔

''اخلاقِ حسنہ''

حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ مریدین ومعتقدین کی تربیت پر خاص توجہ فرماتے تھے، ایک موقع پر فرمایا:

''اچھا اخلاق گیا تو سب کچھ گیا، اخلاق وہ قیمتی شے ہے جو تمہاری قدر وقیمت میں اضافہ کرتی ہے۔اخلاق کے معنی ہیں۔حسن سلوک، میٹھا بول، آپس میں میل جول اور محبت و اخوت، خلوص وہمدردی اور محبت کا نہ ٹوٹنے والا رشتہ اچھے اخلاق سے جنم لیتا ہے۔

اہل طریقت پر زیادہ لازم ہے کہ اپنے اخلاق واعمال کو درست رکھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ خلوص ومحبت سے رہیں اسی میں کامیابی ہے''۔

﴿قسط:۱۱﴾

نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ

گزشتہ سے پیوستہ:

بلکہ جیسے آپ ﷺ خاتم زمانی ہیں ویسے ہی آپ ﷺ خاتم ذاتی اور خاتم رتبی نبی تھے، یعنی جس قدر کمالات اور مراتبِ نبوت ہیں۔وہ سب آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر ختم ہیں۔زمانۂ نبوت بھی آپ ﷺ پر ختم ہے۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

مکان نبوت بھی آپ ﷺ پر ختم اور مراتب نبوت بھی آپ ﷺ پر ختم ہیں''۔(حاشیہ نمبر:۱،ص:۱۳۰)

ان حواشی میں پہلے حاشیہ کی کچھ ضرورت نہ تھی۔اصل کتاب ہی سے یہ مفہوم بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے۔

دوسرے حاشیہ میں لفظ فقط حاشیہ نگار نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔اصل عبارت کتاب میں نہ یہ موجود ہے اور نہ اس سے مفہوم۔یوں ہی لفظ کما حقہ بھی حاشیہ نگار ہی کا اضافہ ہے، اس کے باوجود بھی بات نہ بنی اس لیے کہ اعتراض یہی تو ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی نے''خاتم النبیین'' کے اجماعی معنی کو عوام وجہلا کا خیال ٹھہرا کر غلط بتایا ہے اور منکر اجماع اُمت ہو گئے ہیں۔ نیز تمام صحابہ و تابعین اور جمیع علمائے اُمت، یہاں تک کہ خود ذات رسول کریم ﷺ کو عوام کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا ہے۔یہاں تک کہ سلف وخلف کے عقیدے سے ہٹ کر ''خاتم النبیین'' بمعنی آخر الانبیاء ہونے میں آپ ﷺ کی شایانِ شان فضیلت سے انکار کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ظاہر ہے کہ یہ اعتراضات اس دوسری حاشیہ نگاری کے بعد بھی اصل کتاب پر بدستور قائم رہتے ہیں بلکہ یہ حاشیہ بھی ان اعتراضات کے پورے نشانے پر ہے۔

اب تیسرا حاشیہ ملاحظہ فرمایئے:

اصل کتاب میں جو''بالذات کچھ فضیلت نہیں'' کا فقرہ ہے حاشیہ میں اس کا ترجمہ حاشیہ نگار نے یہ کیا ہے کہ:''بالذات کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی''۔غور فرمایئے: کچھ فضیلت نہیں اور کوئی خاص فضیلت نہیں، کیا ان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے؟ کیا دونوں کے دو مفہوم نہیں ہیں؟ کیا پہلے فقرے میں بالذات فضیلت کا بالکل انکار اور دوسرے فقرے میں درپردہ دبے لفظوں میں بالذات فضیلت کا بہت نہیں تو کچھ ہی سہی خاص

نہیں تو عام ہی سہی، اقرار ہے کہ نہیں؟ اس کے سوا اس حاشیہ پر یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے کہ اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ ''خاتم النبیین'' بمعنی آخر الانبیاء میں رسول کریم ﷺ کے لیے بڑی فضیلت ہے۔ الغرض یہ وصف، رسول کریم ﷺ کے اعلیٰ فضائل اور جلیل القدر کمالات سے ہے تو اب اس وصف میں کامل فضیلت کا انکار اجماعِ اُمت کا انکار ہوا کہ نہیں؟

اب آیئے چوتھا حاشیہ بھی دیکھ لیجئے:

اس حاشیہ میں بریکٹ کے درمیان جو جملہ ہے وہ بھی حاشیہ نگار ہی کا ہے۔ یہ حاشیہ بھی عجیب وغریب ہے جو اپنے دامن میں فریب کاریوں کا ایک طوفان لیے ہوئے ہے۔

غور کیجئے: اصل کتاب کی عبارت تو یہ ہے کہ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔ (ص:۲۵)

اور حاشیہ میں اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

''بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا''۔ (ص:۱۳، بر حاشیہ)

غور فرمایئے! کیا تعلق ہے اس حاشیہ کا، اُس اصل سے؟ اصل میں تو ''بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو'' کی بات ہے لیکن حاشیہ میں ''بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی فرض کیا جائے'' کا ذکر ہے۔ آخر کون سی لغت ہے جس میں ''پیدا ہو'' کا ترجمہ ''فرض کیا جائے'' تحریر ہے۔ پیدا ہونا اور ہے اور فرض کیا جانا اور دونوں کے اثرات ونتائج بالکل الگ الگ ہیں۔ مثلاً: اگر بالفرض، حاشیہ نگار صاحب کے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ صاحبِ اولاد کہلائیں گے لیکن اگر بالفرض، ان کے گھر میں کوئی بچہ فرض کیا جائے، تو وہ لَا وَلَد کے لَا وَلَد ہی رہیں گے۔

المختصر اگر بالفرض، بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو یقیناً ''خاتمیت محمدی'' کے اجتماعی معنی پر زبردست اثر پڑے گا۔ ناظرین کرام اصل کتاب اور حاشیہ کی عبارتوں پر جس قدر غور کریں گے۔ حاشیہ نگار کے دجل وفریب کا دامن تار تار ہوتا جائے گا۔ اب اسی حاشیہ کی اس کے بعد کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔ اس میں بھی لفظ فقط کا بیجا اضافہ ہے، با ایں ہمہ کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس لیے کہ فخر دو عالم ﷺ کا اس معنی میں ''خاتم'' ہونا کہ آپ سب سے پچھلے زمانہ کے نبی ہیں، یہ عوام کا خیال نہیں ہے بلکہ یہی رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے، یہی صحابہ وتابعین کا عقیدہ ہے اور یہی ساری اُمت مسلمہ کا نظریہ ہے۔ لہٰذا اس کو عوام کا خیال ٹھہرانا، اس کو غیر صحیح سمجھنا، ان عظیم بارگاہوں کی زبردست توہین ہے اور لفظ ''خاتم النبیین'' کے اجماعی معنی کا انکار ہے۔ ظاہر ہے کہ اس جرأت کے بعد کوئی کچھ بھی ہو، مگر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ حاشیہ میں یہ کہنا کہ آپ ''خاتم زمانی'' بھی ہیں ''خاتم ذاتی'' بھی اور ''خاتم رتبی'' بھی، بحث کو ایک دوسرا رخ دینا ہے۔ سوال یہ نہیں ہے کہ آپ کیا کیا ہیں۔ بلکہ سوال صرف اتنا ہے کہ ارشادِ الٰہی میں لفظ ''خاتم النبیین'' کا معنی مراد کیا ہے۔ تو اجماعِ اُمت کی طرف سے اس کا جواب ہے کہ

اس لفظ قرآنی کا معنی مراد ''آخرالانبیاء'' ہے۔ یعنی حضور ﷺ زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کے عہد میں یا آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا تصور نہیں کیا جا سکتا مگر ''صاحب تحذیر الناس'' کا کہنا یہ ہے کہ ''حضور ﷺ ایسے معنی میں ''خاتم النبیین'' ہیں کہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی ''خاتمیت محمدی'' میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔ غور کیجیے کہ اب اگر صاحب تحذیر الناس ''خاتم النبیین'' کا معنی یہ بھی لیتے کہ حضور سیدِ عالم ﷺ ''خاتم زمانی'' بھی ہیں تو ہرگز یہ دعویٰ نہ کرتے کہ اگر بالفرض آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جب بھی آپ ﷺ کی خاتمیت میں فرق نہ آئے گا۔ ''خاتم النبیین'' کے معنی مراد میں ''خاتمیت زمانی'' کو شامل کر لینے کے بعد مذکورہ بالا دعویٰ کی توقع کسی پاگل سے بھی نہیں کی جا سکتی، چہ جائیکہ ایک جماعت کے قاسم العلوم والخیرات سے کی جائے اور اگر آپ یہ کہیں کہ ''خاتم النبیین'' کا معنی مراد تو وہی ہے جس کی طرف ہمارے قاسم العلوم صاحب نے ارشاد کیا ہے، یعنی ''خاتمیت ذاتی'' مگر خاتمیت زمانی و مکانی اس کو لازم ہے، جیسا کہ خود نانوتوی صاحب نے کہا ہے: ''ختم نبوت بمعنی معروض کو ختم زمانی لازم ہے''۔ (ص:۸)

تو میں عرض کروں گا مذکورہ بالا دعویٰ کے بعد نانوتوی صاحب رسول کریم ﷺ کی ''ختم زمانی'' اور اپنی گڑھی ہوئی ''ختم ذاتی'' دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے، جیسا کہ میں اس کی طرف مفصل اشارہ کر چکا ہوں المختصر نانوتوی صاحب کے داغدار دامن کو صاف کرنے کے لیے بصورت حاشیہ نگاری جو ایک کوشش کی گئی ہے، وہ صرف یہی نہیں کہ بے سود ہے بلکہ مجرمانہ ذہنیت کی پیداوار ہے۔ بحمدہ تعالیٰ تمام منازل تحقیقات کو طے کرتا ہوا اب میں وہاں آ گیا ہوں۔ جہاں سے مولوی قاسم نانوتوی دارالعلوم دیوبند کی ضیافت طبع کے لیے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند سے ایک تحفہ نکال کر انہیں پیش کر دوں۔ وہ تو چلے گئے جہاں جانا تھا، شاید کہ ان کے روحانی وارثین کا اس تحفے سے کچھ بھلا ہو جائے۔ اچھا اُٹھایئے امداد المفتین، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد اوّل، صفحہ:۸ پر لکھا ہوا ہے:

''دراصل ملحد و زندیق، اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جو بظاہر تو اصولِ اسلام قرآن وحدیث کے ماننے کے مدعی ہوں اور مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھتے ہوں مگر نصوص شرعیہ میں تحریفات کر کے ان کے ظواہر کے خلاف اور جمہور سلف کے خلاف نئے نئے معنی تراشتے ہوں''۔

پہلے ثابت کیا جا چکا ہے کہ ''صاحب تحذیر الناس'' نے ارشاد قرآنی ''خاتم النبین'' کا جو معنی بتایا ہے وہ خود ان کے اعتراف کی روشنی میں ان کی اپنی ایجاد ہے۔ جو ظاہر ارشاد ربانی اور جمہور سلف کے خلاف ہے۔ اب شکل اول تیار کر لیجیے، مولوی قاسم نانوتوی نے نص شرعی (یعنی خاتم النبیین کے معنی) میں تحریف کی اور اس (لفظ خاتم النبین) کا ظاہر اور جمہور سلف کے خلاف معنی تراشا اور جو ایسا کرے وہ ملحد و زندیق ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی قاسم نانوتوی ملحد و زندیق ہیں۔ (جاری ہے)

حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کا سفرِ آخرت

(حیاتِ قطبِ ربانی قدس سرہ کے آخری باب سے اقتباس)

حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدسؔ

سفرآخرت کی تیاری:

والد محترم حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عظیم روحانی قوت عطا فرمائی تھی۔ جس طرح آپ کی زندگی میں عجیب وغریب کرامات کا ظہور ہوا۔ اسی طرح آپ کے وصالِ مبارک کا واقعہ بھی بڑا عجیب اور حیرت انگیز ہے جس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نیک بندوں پر کتنا مہربان ہے کہ وہ ان کی کوئی بات نہیں ٹالتا بلکہ جو چیز وہ اس سے مانگتے ہیں وہ عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہر چیز سے باخبر رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی موت کے متعلق بھی جانتے ہیں کہ ہماری موت کب؟ کہاں؟ اور کس وقت آئے گی؟ اور ہمارا مزار کہاں بنے گا؟ درحقیقت یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور انعام ہے اپنے برگزیدہ بندوں پر ورنہ یہ مقام ومرتبہ ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

آپ کے وصالِ مبارک کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ محفل میں تشریف فرما تھے۔ مریدین ومعتقدین بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ہم نے ایک درخواست دی ہے کچھ دن کے بعد اس کا جواب ملے گا'' یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے۔ حاضرین محفل کے ذہن میں بڑا تجسس پیدا ہوا کہ کیا درخواست دی ہے؟ کہاں دی ہے؟ لیکن آپ کے رعب کی وجہ سے کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ آپ سے دریافت کر سکے کچھ روز بعد اپنے اوراد ووظائف سے فارغ ہو کر جب آپ محفل میں تشریف لائے تو بہت خوش تھے۔ آپ نے مریدین سے فرمایا کہ: ''آج ہم بہت خوش ہیں کیونکہ ہم نے جو درخواست دی تھی وہ منظور ہو گئی'' پھر آپ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عرض کیا تھا کہ اب ہمارا وقت قریب ہے ہم نے 54 سال سیاحت کی اور تیری دی ہوئی توفیق سے ہزاروں کو مسلمان کیا، لاکھوں کو سیدھا راستہ دکھایا اور ہمیشہ تیرے نام کی مالا جپتے رہے، لہٰذا عرضی یہ ہے کہ مرنے کے بعد ہم کسی قبرستان میں نہیں جائیں گے ہمارے لیے کوئی اعزازی جگہ عطا فرما دے چنانچہ ہماری یہ درخواست منظور ہو گئی ہے اور ہمیں اجازت مل گئی ہے کہ: ''تم جہاں چاہو اپنے مزار کے لیے جگہ پسند کر لو'' پھر فرمایا کہ ''میں چاہتا ہوں

کہ جہاں میرا مزار بنے وہاں ایک عظیم الشان مسجد ہو، مدرسہ ہو جس میں بچے دین کی تعلیم حاصل کریں، ایک محفل خانہ، لنگر خانہ چنانچہ اتنی بڑی جگہ تلاش کرو جس میں وہ تمام چیزیں بن سکیں''۔ جگہ کی تلاش شروع ہوئی جب کوئی مرید آ کر بتاتا کہ: ''حضور فلاں مقام پر ایک پلاٹ خالی ہے وہ خرید لیں''۔ آپ فرماتے کہ ''پہلے اس جگہ کی مٹی لا کر دکھاؤ'' جب مٹی لائی جاتی تو سونگھ کر فرماتے کہ ''یہ میری مٹی سے نہیں ملتی'' اس طرح بہت سے مریدین نے مختلف مقامات کا ذکر کیا اور وہاں کی مٹی لا کر دکھائی لیکن آپ نے مٹی سونگھنے کے بعد ان سب کو کینسل کر دیا اسی دوران ایک سندھی آیا اس کو جب پتا چلا کہ حضرت کو جگہ کی تلاش ہے تو اُس نے عرض کیا: حضور یہاں قریب ہی حاجی مرید گوٹھ کے نام سے ایک جگہ ہے اس میں میرا دو ہزار گز کا پلاٹ ہے اگر حضور پسند فرمائیں تو چل کر دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا کہ ''پہلے وہاں کی مٹی لا کر دکھاؤ'' جب اس پلاٹ کی مٹی لائی گئی تو آپ نے اس کو سونگھتے ہی فرمایا کہ ''یہ مٹی ہماری مٹی سے ملتی ہے لہٰذا اسے فوراً خرید لو'' حضرت کے حکم کے بعد جب وہاں جا کر پلاٹ دیکھا گیا تو ہر طرف ببول کے درخت تھے اور بے انتہا جھاڑیاں تھیں جن میں حشرات الارض وغیرہ کثرت سے موجود تھے، پورا پلاٹ کانٹوں، جھاڑیوں اور درختوں سے بھرا ہوا تھا یہاں تک کہ ایک آدمی کے چلنے کی بھی جگہ نہیں تھی صرف اتنی جگہ کھلی ہوئی تھی جہاں اب مزار شریف ہے۔ جب یہ صورت حال دیکھی تو ہم سب بھائیوں نے مشورہ کیا کہ والد صاحب تو بہت نفیس طبیعت کے مالک ہیں صاف ستھری جگہ پسند کرتے ہیں کیوں نہ ان کو یہاں لا کر یہ جگہ دکھا دی جائے یقیناً جب وہ اس جگہ کو دیکھیں گے تو فوراً ناپسند فرما دیں گے اور ہم پھر ناظم آباد یا کسی اچھے علاقے میں پلاٹ دیکھیں گے یہ سوچ کر ہم آپ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ: اگر آپ مناسب سمجھیں تو خود چل کر وہ پلاٹ دیکھ لیں۔ آپ چلنے کے لیے راضی ہو گئے۔

آپ کے جانے سے پہلے ایک آدمی کو کلہاڑی لے کر بھیجا تا کہ وہ جھاڑیاں کاٹ کر راستہ بنائے جب راستہ بن گیا تو پھر والد صاحب کو رکشہ میں بٹھا کر وہاں لایا گیا آپ تسبیح ہاتھ میں لیے ٹہلتے رہے پھر ایک جگہ رُک گئے اور فرمایا: ''اس مقام سے زمین کھود کر تھوڑی سی مٹی نکالو''۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی آپ نے وہ مٹی ہاتھ میں لے کر سونگھی اور فرمایا: ''یہی ہمارا آخری مقام ہے یہیں ہمارا مزار بنے گا'' پھر فرمایا کہ: ''ہوسکتا ہے کہ تم اُس وقت بھول جاؤ تو نشان دہی کے لیے میں یہاں اینٹ دفن کر دیتا ہوں'' پھر آپ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک اینٹ وہاں دفن کر دی اور فرمایا کہ: ''یہی ہماری آخری آرام گاہ ہے'' میں اور میرے چھوٹے بھائی صاحبزادہ سید طیب اشرف جیلانی مرحوم آپس میں باتیں کرنے لگے کہ والد صاحب نے یہ جگہ پسند کر لی ہم تو انہیں اس لیے لائے تھے کہ یہ دیکھ کر اس جگہ کو کینسل کر دیں گے اب جس طرح ان کی خواہش ہے کہ یہاں مسجد، مدرسہ محفل خانہ وغیرہ بنے تو یہ سب

کچھ یہاں کیسے بن سکتا ہے؟ یہ تو بالکل جنگل ہے یہاں کون آئے گا؟ کیونکہ صورتحال ایسی تھی کہ لوگ دن میں بھی یہاں آتے ہوئے ڈرتے تھے۔ والد صاحب اُس وقت ہم سے کافی فاصلے پر کھڑے ہوئے تھے ہم دونوں بھائی ابھی یہی باتیں کر رہے تھے کہ آپ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ''تم لوگ کیا سوچ رہے ہو کیا یہ جنگل اسی طرح رہے گا نہیں یہاں صرف میرے آنے کی دیر ہے جب میں اس زمین میں آجاؤں گا تو یہ گل گلزار بن جائے گی، لوگ یہاں آکر سکون محسوس کریں گے اور راتوں کو یہاں آکر عبادت کریں گے، یہاں سے فیض جاری ہوگا مریض شفایاب ہوں گے اور یہ مقام روحانیت کا عظیم مرکز ہوگا''۔

آج جب درگاہ شریف کی رونق دیکھتا ہوں یہاں پر لوگوں کا ہجوم ذکر وفکر کی محفلیں اور رات ۲۔۳ بجے تک بلکہ ساری ساری رات لوگوں کو عبادت میں مصروف دیکھتا ہوں تو مجھے والد محترم کی وہی بات یاد آتی ہے اور آپ کے الفاظ کانوں میں گونجتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے مقرب اور برگزیدہ بندوں کی زبان سے جو نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ پورا فرما دیتا ہے اس کے بعد آپ واپس قیام گاہ تشریف لے آئے اور آپ کے حکم سے راقم الحروف نے وہ ہزار گز کا پلاٹ دو ہزار روپے میں خرید لیا۔

وقت گزرتا رہا جب گولیمار اور فردوس کالونی میں مہاجرین کی آبادی بڑھنے لگی تو کچھ لوگوں نے آکر والد محترم سے کہا کہ حضرت آپ اپنے پلاٹ کی چار دیواری کروالیں کیونکہ اُس طرف مہاجرین کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ خالی پلاٹ دیکھ کر کوئی اس پر قبضہ کر لے۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں! یہ نہیں ہوسکتا! اب وہ زمین ہماری ہو چکی ہے اب اس پر کوئی قبضہ نہیں کرسکتا'' چنانچہ دو سال تک یہ پلاٹ اسی طرح رہا۔

ایک روز آپ نے راقم الحروف کو بلایا اور فرمایا کہ: ''بیٹا! اب جو کچھ بھی میں تمہیں بتا رہا ہوں اسے غور سے سنو! مجھ پر اب تک فالج کے تین حملے ہو چکے ہیں اور میں ٹھیک ہو گیا ہوں لیکن اب جو چوتھا حملہ ہوگا وہ آخری ہوگا اس میں، مَیں صحت یاب نہ ہوسکوں گا لہٰذا کسی ڈاکٹر یا حکیم وغیرہ کی دوا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ دوائیں سب بے کار ہوں گی۔ اس حملے میں میری زبان بند ہو جائے گی۔ ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کام نہیں کرے گا، جس دن مجھ پر فالج کا حملہ ہوگا اُس دن سے پورے چھ ماہ بعد میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا لہٰذا اب وقت بہت کم ہے جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو اور جس چیز کی اجازت چاہتے ہو لے لو''۔

پھر آپ نے قلمی کتابیں نکالیں اور اس میں سے تصوف کے خاص اسرار ورموز سمجھائے اور چند عملیات کی اجازت عطا فرمائی یہ سلسلہ کئی روز جاری رہا پھر ایک روز فرمانے لگے: ''بھئی! اب وقت بہت کم ہے یہ ممکن نہیں کہ تمہیں ایک ایک کتاب کی اجازت دوں، میں نے سب کچھ تو تمہیں سکھا ہی دیا لہٰذا یہ

میری جتنی قلمی کتابیں اور بیاض وغیرہ ہیں یہ سب تمھیں دیتا ہوں اور تمھیں ان سب کی اجازت ہے کیونکہ میری نظروں میں سب بھائیوں میں تم ہی ان چیزوں کے اہل ہو''۔

آپ نے مزید نصیحتیں کیں فرمایا: ''دیکھو میری قبر عام قبروں کی طرح نہیں بنانا بلکہ قدِ آدم کھودنا تا کہ جب میرے آقا ﷺ میری قبر میں تشریف لائیں تو میں ان کے استقبال کے لیے کھڑا ہو سکوں''۔ آپ نے بہت سا آب زم زم جمع کر کے رکھا تھا جب کوئی مرید یا ملاقاتی حج یا عمرے کے لیے جاتا تو آپ اس سے خاص طور پر آب زم زم لانے کی خواہش کرتے۔ اس طرح آپ نے تھوڑا تھوڑا کر کے خاصی مقدار میں آب زم زم جمع کر لیا تھا۔ مجھ سے فرمایا کہ ''جو آبِ زم زم میں نے جمع کر کے رکھا ہے اس میں پانچ سیر ملتانی مٹی بھگو دینا اور میری قبر میں اس مٹی سے چاروں جانب لپائی کروا دینا''۔

جب آپ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو اس وقت بیت اللہ شریف کی مرمت ہو رہی تھی تو آپ اُس وقت وہاں سے جھڑا ہوا پلستر اور کچھ مٹی ساتھ لے آئے تھے، اس طرح حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کی مٹی بھی آپ کے پاس تھی اور حضور ﷺ کے روضے مبارک کی جالیوں کے اندر کی خاک بھی تھی۔ آپ نے یہ تینوں چیزیں بڑی حفاظت سے اپنے پاس رکھیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ: ''جب مجھے قبر میں اُتارو تو یہ تینوں جگہ کی مٹی میرے سینے پر مل دینا تا کہ اس کی وجہ سے میری بخشش ہو جائے''۔ آپ کے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرف اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ کے عمامے کا یہ کپڑا سر پر باندھ دینا تا کہ میں اپنے پیر کے عمامے کو باندھے ہوئے اُٹھوں اور اس کی وجہ سے میری بخشش ہو جائے''۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جس نے ۵۴ سال بے لوث تبلیغ کی ہو اور اس کے نتیجہ میں ہزاروں غیر مسلموں کو مسلمان کیا ہو اور لاکھوں انسانوں کو راہِ ہدایت دکھائی جس نے اپنی زندگی میں ہوش سنبھالنے کے بعد کبھی زبان سے کوئی کلمہ شریعت کے خلاف نہ کہا ہو، جس کا ہر عمل سنت کے مطابق ہو، نماز فرض ہونے کے بعد جس کی کوئی نماز ترک نہ ہوئی ہو، جو شہنشاہِ طریقت ہو، جس کے قلب سے سلطان الاذکار جاری ہو، جس کی کشف باطنی کا یہ عالم ہو کہ انسان کے چہرہ پر نظر پڑتے ہی اس کے تمام حالات بتا دے اور یہی نہیں بلکہ خود اپنے وصال مبارک سے دو سال قبل اپنے مدفن کی جگہ منتخب کرے اور اپنی بیماری اور وصال کی مدت و تاریخ بتا دے جو قطبِ ربانی کے عظیم منصب پر فائز ہو اور پھر اس کا یہ عالم ہو کہ خوف خدا دل میں اس طرح راسخ ہو کہ اپنے پیر کا عمامہ سر پر باندھنے کی وصیت صرف اس لیے کہ ان چیزوں کی وجہ سے بخشش ہو جائے۔

اللہ اکبر! جب ان مقربان الٰہی کا یہ عالم ہے تو ہمارا شمار کس گنتی میں ہوگا۔ ہمارے کیا اعمال اور کیا افعال لیکن ایک بات ضرور ہے جس سے دل کو اطمینان ہے اور وہ یہ ہے کہ نامہ اعمال میں نیکیاں نہ سہی، عبادت و ریاضت اس کے لائق نہ سہی لیکن ان

کی نسبت اور ان کا دامن ضرور ہاتھ میں ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ انہیں کے صدقے وطفیل بخشش ہو ہی جائے گی۔

خرابی صحت وعلالت:

ایک روز والد محترم تہجد کے وقت وضو کے لیے اُٹھے اچانک فالج کا حملہ ہوا ایک ہاتھ اور پاؤں متاثر ہوا اور زبان بھی بند ہو گئی سب پریشان تھے کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ: ''جس دن مجھ پر فالج کا حملہ ہوگا اس کے پورے چھ ماہ بعد میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا''۔ اگرچہ اس دوران کسی قسم کا علاج کرنے سے منع کیا تھا لیکن پھر بھی دل کی تسلی کے لیے ڈاکٹروں کا علاج شروع کیا اور بڑے بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں کو دکھایا گیا لیکن کسی سے افاقہ نہ ہوا کسی نے بتایا کہ: فریر روڈ پر نوید کلینک ہے وہاں ایک قابل ڈاکٹر کرنل شاہ ہیں انہیں دکھایا جائے چنانچہ میرے ماموں زاد بھائی مولانا حافظ شبیر احمد دہلوی (خطیب جامع مسجد الفردوس پاکستان کواٹر) ان کے پاس گئے اور انہیں والد صاحب کی پوری کیفیت بتائی ڈاکٹر صاحب چلنے پر راضی ہو گئے اور اسی شام مسکن سادات فردوس کالونی میں آپ کو دیکھنے آئے اور کافی دیر آپ کا معائنہ کیا اس کے بعد کچھ دوائیں لکھ کر دیں اور پھر مولانا شبیر احمد صاحب کو علیحدہ بلا کر والد صاحب کے متعلق پوچھا کہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: ''آپ جسمانی طبیب ہیں اور حضرت روحانی طبیب ہیں''۔ اس کے بعد حضرت کے متعلق ڈاکٹر کرنل شاہ نے کہا کہ: ''میں نے اب تک ہزاروں مریضوں کا علاج کیا ہے لیکن آج تک ایسا شخص میں نے نہیں دیکھا کہ جب میں نے ان کے دل پر آلہ رکھ کر چیک کیا تو اس میں ''اللہ ہو اللہ ہو'' کی آواز آ رہی تھی''۔ اس کے بعد تو والد صاحب کے ایسے معتقد ہوئے کہ ہر دوسرے دن دیکھنے آتے تھے اور جاتے وقت اپنے لیے دعا کی درخواست کرتے ان کا علاج بھی کافی دن چلتا رہا لیکن حضرت کا عالم یہ تھا کہ جب کسی ڈاکٹر یا حکیم کو لایا جاتا آپ انگلی کے اشارے سے منع کرتے اور پھر آسمان کی طرف اشارہ فرما دیتے مطلب یہ تھا کہ اب اللہ پر چھوڑ دو اور علاج نہ کرو اگر کسی شخص کی زبان بند ہو اور وہ کسی سے کچھ کہنا چاہے تو اس کو اپنا مطلب سمجھانے میں بڑی دشواری ہوتی ہے لیکن والد محترم کی خاص کرامت تھی کہ زبان بند ہونے کے باجود آپ کسی کو بلانا چاہتے یا کوئی چیز منگوانا چاہتے تو صرف ہاتھ سے اشارہ کرتے اور وہ بات اپنے مخاطب کے ذہن میں ڈال دیا کرتے تھے یعنی سامنے والا فوراً سمجھ جاتا کہ یہ کیا چاہتے ہیں۔

ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے اشارہ کیا کہ میں نے عرض کیا۔ کیا سب گھر والوں کو بلاؤں آپ نے اشارے میں فرمایا: ''ہاں'' میں نے سب بھائیوں اور بہنوں کو بلایا والدہ محترمہ تو پہلے ہی وصال فرما چکی تھیں اور میرے بڑے بھائی سید مخدوم اشرف جیلانی بھی والد صاحب کے سامنے ہی وصال فرما گئے تھے۔ پھوپھی صاحبہ حیات تھیں، میرے چھوٹے بھائی صاحبزادہ سید طیب اشرف جیلانی مرحوم اس وقت حیات تھے اور ان سے چھوٹے ڈاکٹر سید مظاہر

اشرف جیلانی اور دو بہنیں ہم سب والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے مجھے قریب بلایا پھر میرے چھوٹے بھائی صاحبزادہ سید طیب اشرف جیلانی کو بلایا اور اُن کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا اور پھر اُوپر اپنا ہاتھ رکھ دیا اس کے بعد میری طرف اشارہ کیا اور آسمان کی طرف اشارہ کیا مطلب یہ تھا کہ تمہیں ان کے سپرد کیا اور اللہ کے سپرد کیا اسی طرح گھر کے ایک ایک فرد کو بلایا اور ہر ایک کے ساتھ یہی کیا جب گھر کے افراد پورے ہو گئے تو مجھے اشارہ کیا کہ مریدین کو بلاؤ میں نے مریدین کو بلایا جب مریدین حاضر ہوئے تو آپ ایک ایک شخص کو بلاتے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیتے اور اُوپر اپنا ہاتھ رکھتے پھر میری طرف اور آسمان کی طرف اشارہ کرتے اس کے بعد اس شخص کو جانے کا حکم دیتے مطلب یہی تھا اور مریدین کو یہی بتانا تھا کہ اب میں دنیا سے جا رہا ہوں لہٰذا تمہیں میں نے ان کے سپرد کیا اور اللہ کے سپرد کیا یہ سلسلہ کئی روز جاری رہا۔

اگر چہ آپ چھ ماہ مسلسل صاحبِ فراش رہے فالج کی وجہ سے ایک ہاتھ ایک پاؤں کام نہیں کرتا تھا لیکن اس کے باوجود آپ کے معمولات اسی طرح جاری رہے۔ نمازیں، نوافل اور اوراد و وظائف سب اسی حالت میں پورے کرتے رہے وصال مبارک سے کچھ عرصہ قبل آپ نے کھانا پینا بہت کم کر دیا تھا اور ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے تھے جیسے جیسے وصال کا دن قریب آرہا تھا آپ کے ذکر میں اور زیادہ شدت پیدا ہو رہی تھی پھر یہ عالم ہو گیا کہ ہمہ وقت ذکر جاری ہو گیا صرف نماز کے وقت ذکر روک دیتے نماز ادا فرماتے اور اس کے بعد پھر ذکر جاری ہو جاتا۔ آپ کا کمرہ اللہ ھو اللہ ھو کی صداؤں سے گونجتا تھا اور آپ کے حجرے میں داخل ہوتے ہی مختلف قسم کی خوشبوئیں آتی تھیں اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کمرے میں بہت سے افراد موجود ہیں لیکن نظر کوئی نہیں آتا تھا۔

ایک خاص کرامت:

حضرت والد محترم کی ایک خاص کرامت یہ تھی کہ جب کوئی شخص آپ کی عیادت کے لیے آتا تو وہ کیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہوں آپ کے کمرے میں داخل ہو کر جیسے ہی اس کی نگاہ آپ کے چہرہ مبارک پر پڑتی اس کا قلب جاری ہو جاتا تھا اور وہ جتنی دیر اس کمرے میں رہتا کوئی دنیاوی بات کر ہی نہیں سکتا تھا بس دل ہی دل میں اللہ ھو اللہ ھو کرتا رہتا کوئی جب کمرے سے باہر آتا تو پھر آپ کی خیریت وغیرہ دریافت کرتا اس کیفیت کو بہت سے لوگوں نے آزمایا اور کہا کہ: واقعی یہ حضرت کی کرامت ہے کہ ہم کیسے ہی دنیاوی خیالات کمرہ میں لے کر داخل ہوتے ہیں لیکن آپ کے چہرہ انور پر نظر پڑتے ہی وہ تمام خیالات ذہن سے نکل جاتے ہیں اور دل خود بخود اللہ ھو اللہ ھو کرنے لگتا ہے۔

وصال اور تجہیز و تکفین:

وصال مبارک سے چند روز قبل ذکر میں اور زیادہ شدت آگئی آپ کا کمرہ اللہ ھو اللہ ھو کی صداؤں سے گونج رہا تھا ایسا

محسوس ہورہا تھا کہ بزرگانِ دین کی آمد ہورہی ہو ہر لمحہ ایک نئ قسم کی خوشبو کا احساس ہوتا تھا جو بھی کمرے میں داخل ہوتا اُس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے کمرے میں عجیب ہیبت و جلال کا عالم تھا۔ **18** جمادی الاوّل **1381**ھ مطابق **29** اکتوبر **1961**ء بروز پیر بوقت عصر آپ نے کروٹ لی ہاتھ اور پاؤں خود بخود سیدھے ہو گئے اگر چہ زبان پر فالج تھا اور بات نہیں کر سکتے تھے لیکن بوقت وصال مبارک زبان کھل گئی اور اس مردِ حق نے تین مرتبہ بلند آواز سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور اِس عالم فانی سے اُس عالم جاویدانی کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ کا چہرہ خود بخود قبلہ کی جانب ہو گیا اس طرح طریقت کے یہ شہنشاہ اپنے سینے میں علم و معرفت اور روحانیت کا عظیم خزانہ لیے ہوئے ہم سب سے رخصت ہو گئے

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

جنابِ طاہر اشرف اس جہاں سے کر گئے رحلت
یقیناً ان کی تھی ذاتِ گرامی فضلِ ربانی
شہادت دے رہی تھیں انگلیاں تک یادِ مولیٰ کی
ہوا جب نزع کا عالم نہ تھی کوئی پریشانی
بوقتِ عصر یک شنبہ، جمادی الاوّل اٹھارہ
ہوئی ہے حضرت موصوف کی پروازِ روحانی
سن ہجری لکھو احسؔان ان کا سالِ تاریخی
پیادہ پا وصالِ طاہر اشرف قربِ سبحانی

(1381ھ)

آپ کے وصال کی خبر ملتے ہی علماء وصوفیا کی آمد شروع ہوگئی سب سے پہلے خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے آپ اسی رات گولیمار جلسے میں تقریر کر رہے تھے، جلسے کے دوران آپ کو والد محترم کے وصال کی خبر ملی تو آپ جلسہ ختم کرتے ہی تمام لوگوں کے ہمراہ مسکن سادات فردوس کالونی تشریف لائے اور ہم سے تعزیت کی۔ والد محترم کے حکم کے مطابق قبر مبارک کی تیاری شروع کروائی والد صاحب کے مرید فیض محمد اشرفی نے قبر تیار کی حضرت کے حکم کے مطابق پانچ سیر ملتانی مٹی کو آبِ زم زم میں بھگو کر قبر میں اس کی لپائی کی گئی۔ اِدھر مریدین قبر شریف کی تیاری میں مصروف تھے اُدھر ہم سب بھائیوں نے والد صاحب کو غسل دیا اور کفن وغیرہ پہنایا جب اطلاع ملی کہ قبر شریف تیار ہو چکی ہے تو جنازہ بشکل جلوس مسکن سادات فردوس کالونی سے روانہ ہوا ہر طرف سر ہی سر نظر آرہے تھے لوگوں کا ایک جم غفیر تھا جس میں مریدین، معتقدین، متوسلین اور متعلقین سلسلہ اشرفیہ کے علاوہ دیگر سلاسل کے لوگ بھی کافی تعداد میں موجود تھے علماء و مشائخ کی بھی کثیر تعداد تھی جن علماء و مشائخ نے جنازے میں شرکت کی ان میں غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی، مجاہد ملّت حضرت علامہ عبد الحامد بدایونی، خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری، مفتی کشمیر حضرت مولانا مفتی غلام قادر کشمیری، مولانا شبیر احمد دہلوی، تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی،

حضرت مولانا ظفر علی نعمانی صاحب، علامہ ظہور الحسن درس، پیر محمد فاروق رحمانی، فقیر عنبر علی شاہ وارثی، حکیم سید اخلاق احمد اشرفی پیر طریقت حکیم سید اقبال احمد اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

منصبِ قطبیت پر فائز ہونے کی توثیق:

والد محترم حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کو جب قبر میں اتارا گیا سب کو آخری دیدار کرایا گیا چہرہ مبارک چمک رہا تھا جیسے نور کی شعائیں نکل رہی ہوں جب سب دیدار کر چکے اور قبر شریف کو سلیبوں سے بند کر دیا گیا، ابھی مٹی ڈالی جا رہی تھی کہ اچانک ایک مجذوب نمودار ہوئے ان کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ بال گرد سے اَٹے ہوئے تھے منہ سے رال بہہ رہی تھی اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کہیں بہت دور سے آرہے ہیں۔ ہٹو ہٹو کہتے ہوئے آگے آئے اور کہا کہ: ''قبر کھولو میں زیارت کرنا چاہتا ہوں'' بار بار یہی اصرار کرنے لگے کیونکہ علماء موجود تھے میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا: ''جب کہہ رہے ہیں تو پھر آپ انہیں زیارت کروا دیں''۔ چنانچہ پھر قبر کو کھولا گیا سلیب وغیرہ ہٹائی گئی۔ ایک شخص نے قبر میں اتر کر چہرہ کھولا وہ مجذوب بڑے غور سے دیکھتے رہے اور ان کی آنکھوں سے مسلسل آنسو ٹپکتے رہے پھر انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اس کے بعد لوگوں سے کہا کہ: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ شخص کون تھا؟ میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ یہ شخص ''قطب'' تھا یہ قطبِ ربانی کے منصب پر فائز تھا۔ آج دنیا ایک قطب سے محروم ہوگئی مجھے یہ بتانے کے لیے بھیجا گیا''۔

اس کے بعد قبر شریف کو بند کیا گیا اور ہم سب مٹی دینے میں لگ گئے کہ میں نے سوچا کہ ان سے مصافحہ کرلوں جب مڑ کر دیکھا تو دور دور تک اُن کا پتہ نہیں تھا۔ کوئی کہہ رہا تھا یہاں کھڑے تھے، کوئی کہہ رہا تھا وہاں کھڑے تھے لیکن ان کو جاتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا وہ اچانک آئے اور اچانک غائب ہو گئے اس واقعہ سے حضرت قطبِ ربانی ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کی عظمت و بزرگی کا پتا چلتا ہے اگرچہ انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی اس منصب کا ذکر نہیں کیا لیکن ان کے وصال کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ایک برگزیدہ بندے کو بھیج کر آپ کے اس منصب سے لوگوں کو آگاہ فرمایا۔

سوئم کے موقع پر آپ کے فرزندِ ثانی حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی کی سجادگی کا باقاعدہ اعلان ہوا۔ جن کو حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ اپنا جانشین بنایا تھا۔

بنایا سید احمد اشرف کو ہے جانشین اپنا
خداوند انہیں دے زہد وتقویٰ میں فراوانی

اشرفی ناز کر تُو اشرف پر
کون پاتا ہے خاندان ایسا

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: امام سجدہ سہو کے بعد تشہد میں بیٹھا تھا، اس وقت کوئی شخص جماعت میں شامل ہوا تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں جب کہ چھوٹی ہوئی رکعتیں ادا کرتے ہوئے خود اس سے سہو واقع نہیں ہوا؟

جواب: پوچھی گئی صورت میں سجدہ سہو کے بعد تشہد میں بیٹھے ہوئے امام کی جس شخص نے اقتدا کی، تو امام کے سہو کی وجہ سے اس پر سجدہ سہو کرنا لازم نہیں ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ خود اس مقتدی سے تو کوئی بھول واقع نہیں ہوئی اور امام کی پیروی کی رُو سے بھی سجدہ سہو لازم نہیں ہوا کہ اس نے امام کو دونوں سجدوں میں نہیں پایا اور یہی وجہ ہے کہ امام کے سہو کا دوسرا سجدہ کرتے وقت جو شخص اقتدا میں شامل ہو، اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ دوسرا سجدہ تو ادا کرے گا، مگر پہلے سجدے کی قضاء اس کے ذمے لازم نہیں ہے۔

سوال: فرض نماز پڑھنے کے بعد دعا مانگتے ہوئے سجدے میں اگر آنکھ لگ جائے، تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟

جواب: سجدہ میں سونے کے متعلق حکم یہ ہے جس طرح عورتیں سجدہ کرتی ہیں اس ہیت پر سوئے یعنی کلائیاں زمین پر بچھی ہوں پیٹ رانوں سے لگا ہو پنڈلیاں زمین سے ملی ہوں تو اس صورت میں وُضو ٹوٹ جائے گا اور اگر جس طرح مرد سجدہ کرتا ہے یعنی پیٹ رانوں اور بازو پہلوؤں سے جُدا ہوں چاہے اس طرح سونا نَماز میں واقع ہوا ہو یا نَماز کے علاوہ میں اس صورت میں وُضو نہیں ٹوٹے گا۔

سوال: جب ہم سجدے سے سر اٹھاتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں کیا اس کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کے لیے بھی اللہ اکبر کہیں گے؟ اگر سیدھا کھڑے ہونے کے لیے کوئی اللہ اکبر کہہ دے تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: سنت یہ ہے کہ سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر شروع کرے اور تکبیر کہتا ہوا کھڑا ہو اور یہ تکبیر قیام کے لیے سیدھا ہونے پر مکمل ہو، کھڑے ہونے کے لیے الگ سے تکبیر نہیں کہی جائے گی، لیکن کسی نے کہہ لی تو نماز اس کی بھی بغیر سجدہ سہو کے ادا ہوجائے گی تاہم ایسا کرنا سنت کے خلاف ہے اس لیے اس سے بچیں

سوال: زید دانت نکلوا کر آیا اور وضو کے بعد نماز ادا کرنے لگا دوران نماز ایسا محسوس ہوا کے کچھ خون دانتوں میں باقی ہے مگر خون کا ذائقہ محسوس نہیں ہوا، تو نماز کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: پوچھی گئی صورت میں نماز ہوگئی کیونکہ دانتوں سے خون

نکلنے سے نماز تب ٹوٹتی ہے جب خون کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو جب کہ پوچھی گئی صورت میں ایسا نہیں ہوا۔

بہار شریعت میں ہے: ”دانتوں سے خون نکلا، اگر تھوک غالب ہے تو نگلنے سے (نماز) فاسد نہ ہوگی، ورنہ ہو جائے گی۔ غلبہ کی علامت یہ ہے کہ حلق میں خون کا مزہ محسوس ہو، نماز اور روزہ توڑنے میں مزے کا اعتبار ہے اور وضو توڑنے میں رنگ کا“۔

(بہار شریعت، ج 1، ص 610، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: اگر فجر کی نماز پڑھ کے سو گئے، جب اٹھے تو اشراق و چاشت کا ٹائم ہے تو کیا اس وقت اشراق و چاشت کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟ یا ان دونوں نمازوں کے لیے فجر کے بعد سونا نہیں ہوتا اور اگر سو گئے تو نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں، جیسے تہجد کے لیے سونا ضروری ہے تو یہاں جاگتے رہنا تو ضروری نہیں؟

جواب: فجر کی نماز پڑھ کر اشراق و چاشت کی نماز کے لیے جاگتے رہنا ہی ضروری نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی فجر کی نماز پڑھ کر سو گیا اور اٹھنے کے بعد اشراق و چاشت کا وقت ابھی باقی ہے تو اشراق و چاشت پڑھ سکتا ہے، البتہ! افضل یہی ہے کہ فجر کی نماز کے بعد ذکر و اذکار میں مشغول رہیں یہاں تک کہ اشراق کا ٹائم ہو جائے پھر اشراق پڑھیں اور چاشت کی نماز کے لیے افضل وقت یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پھر پڑھے لہٰذا چاہیں تو اشراق پڑھ کر سو جائیں اور چوتھائی دن چڑھے چاشت پڑھ لیں چاشت کی نماز کا وقت بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ فرماتے ہیں: ”اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے“

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 04، صفحہ 676، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: اگر مقتدی نے عمل کثیر کیا تو کیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی یا پھر امام کے پیچھے ہونے کی وجہ سے فاسد نہیں ہوگی؟

جواب: اگر مقتدی نے عمل کثیر کیا تو اس کی بھی نماز فاسد ہو جائے گی کہ مفسد نماز کے ارتکاب سے بہر صورت نماز فاسد ہو جاتی ہے، اس میں منفرد اور مقتدی کسی کی کوئی تخصیص نہیں۔

فتاوی عالمگیری میں ہے

اذا تکلم فی صلاتہ ناسیاً أو عامدا خاطئاً أو قاصدا قلیلا أو کثیرا تکلم لاصلاح صلاتہ بأن قام الامام فی موضع القعود فقال لہ المقتدی "اقعد" أو قعد فی موضع القیام فقال لہ "قم" او لا لاصلاح صلاتہ و یکون الکلام من کلام الناس استقبل الصلاۃ عندنا

ترجمہ: جب کوئی آدمی نماز میں کلام کرے، خواہ بھول کر یا جان بوجھ کر، خطا کے طور پر کرے یا قصداً، کم ہو یا زیادہ، خواہ اس کا کلام نماز کی اصلاح کے لیے ہو مثلاً امام کو بیٹھنا تھا مگر کھڑا ہو گیا، تو مقتدی نے کہا ”بیٹھ جا“ یا کھڑا ہونے کا مقام تھا، بیٹھ گیا، تو مقتدی نے کہا ”کھڑا ہو جا“ یا اس کا کلام نماز کی اصلاح کے لیے نہ ہو اور وہ لوگوں کے کلام میں سے کلام ہو تو ان تمام صورتوں میں ہمارے نزدیک (مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی اور) وہ نئے سرے سے نماز پڑھے گا۔

(فتاوی عالمگیری، جلد 1، صفحہ 98، مطبوعہ: بیروت)

سوال: ایک خاتون کو سلپ ڈسک اور سائٹیکا کی بیماری ہے جس کی وجہ سے وہ گزشتہ دو سال سے شدید جسمانی تکلیف میں مبتلا ہیں، ڈاکٹر نے انہیں آگے جھکنے یا نیچے بیٹھنے سے سختی سے منع کیا ہے، ورنہ حالت بگڑ سکتی ہے اور سرجری کی نوبت آ سکتی ہے۔ اس مجبوری کی حالت میں اس خاتون کو کرسی پر ہی پیشاب کرنا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے پیشاب کی چھینٹیں کپڑوں پر لگ جاتی ہیں اور اس طرح کپڑے اور بدن ناپاک ہو جاتے ہیں، اسی بنا پر وہ خاتون نماز اور قرآن پڑھنے سے محروم ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں وہ نماز کیسے ادا کریں؟ یا معذوری کی وجہ سے ان سے معاف ہو گئی ہے؟

جواب: واضح رہے کہ چند ایک مخصوص حالتوں کے علاوہ اسلام میں نماز کسی بھی حال میں معاف نہیں ہے۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں اس خاتون کو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو پیشاب کے دوران ایسا طریقہ اپنائیں جس سے پیشاب کی چھینٹیں کپڑوں پر نہ لگیں، مثلاً: کموڈ یوز کر لیا کرے، یا کموڈ کی طرح کی ایک کرسی ہوتی ہے، جو عارضی طور پر کہیں بھی منتقل کی جا سکتی ہے، اس کو بھی یوز کیا جا سکتا ہے، اس سے بھی چھینٹیں نہیں پڑتیں یا پیشاب کے دوران کپڑوں کے نیچے کوئی پلاسٹک یا وہ کپڑا (یعنی ایسا کپڑا جو پانی یا مائع کو جذب نہ کرے، یعنی واٹر پروف یا واٹر ریزسٹنٹ ہو، جیسے پلاسٹک یا ونیل کا کپڑا) رکھ دیں تاکہ پیشاب کی چھینٹیں پہنے ہوئے کپڑوں پر نہ لگیں اور کپڑے پاک رہیں اور اگر بالفرض کوئی صورت حفاظت کی نہیں بنتی اور چھینٹیں کپڑوں اور بدن پر لگ جائیں، تو کپڑے کے صرف اس ناپاک حصے کو تین مرتبہ دھوئیں اور ہر مرتبہ اتنی قوت سے نچوڑیں کہ مزید نچوڑنے سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے یا ایک مرتبہ ہی اتنا زیادہ پانی بہائیں کہ نجاست کے زائل ہونے (ختم ہو جانے) کا غالب گمان ہو جائے، اس طرح کپڑے پاک ہو جائیں گے، اب انہی پاک کپڑوں میں نماز ادا کر لیں اور بدن کو تو دھونا بھی ضروری نہیں، تین کپڑے یا ٹشو وغیرہ بھگو کر بدن کو اس طرح اچھی طرح پونچھ ڈالیں کہ ظن غالب ہو جائے کہ نجاست باقی نہ رہی، تو بدن پاک ہو جائے گا۔ بہر حال وہ خاتون مذکورہ عذر کی وجہ سے نماز نہیں چھوڑ سکتی، نماز پڑھنی ہی ہوگی صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ مریض کی نماز کے متعلق مسائل بیان کرنے کے بعد تنبیہاً فرماتے ہیں: ''مسلمان اس باب کے مسائل کو دیکھیں تو انہیں بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ شرع مطہرہ نے کسی حالت میں بھی سوا بعض نادر صورتوں کے نماز معاف نہیں کی بلکہ یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو پڑھے آج کل جو بڑے نمازی کہلاتے ہیں ان کی یہ حالت دیکھی جا رہی ہے کہ بخار آیا ذرا شدت ہوئی نماز چھوڑ دی شدت کا درد ہوا نماز چھوڑ دی کوئی پھڑیا نکل آئی نماز چھوڑ دی یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ دردِ سر و زکام میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ جب تک اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہو اور نہ پڑھے تو انہیں وعیدوں کا مستحق ہے جو تارک الصلوٰۃ کے لیے احادیث میں بیان ہوئیں

(بہارِ شریعت، جلد:۱، حصہ:۴، صفحہ:۷۲۵، مکتبۃ المدینہ)

خلفاء اشرف المشائخ قدس سرہ

قسط: ۱

حضرت علامہ حافظ مولانا عبدالرشید قادری اشرفی علیہ الرحمہ

﴿ہالینڈ﴾

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

دنیائے اہلسنت کی عظیم ہستی، شریعت وطریقت کے حسین سنگم مبلغ اسلام حضرت علامہ حافظ مولانا عبدالرشید قادری اشرفی علیہ الرحمہ

ولادت:

آپ 2 ستمبر 1958ء بمطابق 18 صفر المظفر 1378ھ بروز منگل سرینام جنوبی امریکہ میں پیدا ہوئے۔

خاندانی پس منظر:

تختِ برطانیہ کے دور میں ہندوستان کے ہنرمند افراد کو انگیریزوں نے مختلف ممالک میں لاکر آباد کیا۔ ان کے ہنر سے مقامی افراد کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ اس طرح جنوبی امریکہ کے علاقے سرینام میں بھی بہت سے ہندوستانی آباد کیے گئے۔ اس میں مختلف مذاہب کے افراد موجود تھے۔ ان میں اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ ان مسلمان خاندانوں میں سے ایک خاندان میں جناب عبدالسبحان کے گھر 2 ستمبر 1958ء کو ایک بچہ پیدا ہوا، جس کا نام "عبدالرشید" رکھا گیا۔ عبدالسبحان اگرچہ کثیر الاعیال تھے، تمام بچوں کو دنیاوی تعلیم دی لیکن اپنے اس صاحبزادے کو عالمِ دین اور حافظ قرآن بنانے کا ارادہ کیا۔ سرینام کے مسلمانوں میں بہت سارے قادیانی (لاہوری) بھی اپنے آپ کو مسلمانوں کی صف میں شامل کیے ہوئے تھے اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو خراب کر کے انہیں قادیانی بنانے میں مصروف رہتے 1960ء کے بعد قائدِ اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کا سرینام آنا ہوا تو انہوں نے مسلمانوں کو قادیانی سازش سے خبردار کیا۔ مولانا نورانی علیہ الرحمہ نے یہاں ایک طویل وقت گزارا اور مسلمانوں کی صفوں میں قادیانیوں کی نشاندہی کی۔ ان کی ان کوششوں نے قادیانی صفوں میں ہلچل مچادی اور سرینام کی تاریخ کا طویل اور معرکۃ الآراء مناظرہ ہوا۔ مولانا نورانی علیہ الرحمہ نے تن تنہا کئی گھنٹوں کے اس مناظرے کے بعد انہیں شکست فاش دی۔ اس طرح سرینام کے مسلمانوں کو پتا چلا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ اس وقت وہاں قادیانی حکومتی پوسٹوں (عہدوں) پر تھے۔ چنانچہ انہوں نے کچھ عرصہ بعد مولانا نورانی علیہ الرحمہ کے سرینام آنے پر پابندی لگوادی لیکن مولانا اپنا کام کر چکے تھے۔ اس زمانے میں بہت سے خاندان (جن میں اکثریت مولانا نورانی علیہ الرحمہ کے مریدین کی تھی) ہالینڈ آکر آباد

ہو گئے اور مستقل شہریت حاصل کی۔ مولانا عبد الرشید علیہ الرحمہ بھی اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ ہالینڈ منتقل ہو گئے اور مستقل مقیم ہو گئے۔

حفظِ قرآن:

آپ کو شروع سے دینی تعلیم کا شوق تھا۔ چنانچہ آپ حفظِ قرآن کے لیے انگلینڈ چلے گئے۔ وہاں حضرت پیر معروف علیہ الرحمہ کے مدرسہ سے 1982ء میں قرآن پاک مکمل حفظ کیا۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آپ سرنامیوں میں پہلے حافظ تھے۔

درسِ نظامی:

درسِ نظامی کی ابتدائی کتب ہالینڈ میں مولانا اسرار الحق اشرفی مدظلہ العالی (جن کو سرکارِ کلاں حضرت سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل ہے) سے پڑھیں۔

بیعت:

آپ قائد ملّتِ اسلامیہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کے دستِ مبارک پر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور مولانا نورانی علیہ الرحمہ کے حکم پر آپ مزید درسِ نظامی کے لیے کراچی تشریف لائے اور مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ کے دار العلوم نعیمیہ میں داخلہ لیا اور بڑی محنت سے تعلیم حاصل کی اور دار العلوم نعیمیہ کے قریب آپ نے ایک کرائے کا مکان لے کر رہائش اختیار کی۔

پاکستان آنے سے پہلے آپ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو چکے تھے۔ چنانچہ فیملی کی موجودگی میں آپ نے تعلیم کو جاری رکھا اس سلسلے میں آپ کی اہلیہ کو کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے مولانا کی تعلیم میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی بلکہ ہر طرح ان کا ساتھ دیا حالانکہ ہالینڈ کا موسم اور ماحول پاکستان سے بہت مختلف تھا۔ مولانا بڑی تندہی سے مصروفِ تعلیم رہے۔

تجوید کی سند:

دورانِ تعلیم دار العلوم نعیمیہ کے شعبہ تجوید کے مدرس حضرت قاری عبد الرحیم صاحب علیہ الرحمہ (جو حیدر آباد دکن سے تعلق رکھتے تھے) سے الگ سے تجوید کا کورس مکمل کیا اور ''سندِ تجوید'' حاصل کی۔

دورۂ حدیث:

1988ء میں محدثِ اعظم پاکستان، شارح صحیح بخاری و مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ (متوفی 1437ء) کے سامنے دورۂ حدیث کے لیے زانوئے تلمذ طے کیے۔

ہم جماعت علماء:

آپ کے ہم جماعت علماء میں فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی، پیر طریقت حضرت مولانا سید توقیر الاسلام قادری علیہ الرحمہ، حضرت مولانا فیاض احمد صاحب مدظلہ العالی، مولانا منور نعیمی صاحب مدظلہ العالی وغیرہ شامل ہیں۔

دستارِ فضیلت:

آپ کی خوش قسمتی کہ دستارِ فضیلت جن مقدس ہستیوں کے ہاتھوں سے ہوئی ان میں: مخدوم المشائخ حضرت ابو المسعو د سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ (متوفی 1417ھ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ، سرکارِ کلاں) حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید

احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ (متوفی 1426ھ سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ) اور دیگر علماء میں مفتی ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ، مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ، مولانا غلام نبی فخری علیہ الرحمہ، مولانا غلام قمر الدین سیالوی مدظلہ العالی، مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ العالی وغیرہ شامل تھے۔

خانوادۂ اشرفیہ سے تعلق:

دورانِ تعلیم دار العلوم نعیمیہ میں آپ کی ملاقات مولانا فیصل اشرفی افریقی (مرحوم) سے ہوئی۔ جنہوں نے حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ کے فرزندِ اکبر ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی سے ملاقات کرائی جو دار العلوم نعیمیہ میں زیرِ تعلیم تھے۔ اس کے بعد درگاہ عالیہ اشرفیہ میں حاضری شروع ہوگئی اور درگاہ شریف کی ہر محفل میں حاضری ہوتی۔ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ سے پہلی ہی ملاقات میں ان کے گرویدہ ہوگئے تھے حضرت بھی آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ 1984ء میں آپ حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کے دستِ مبارک پر سلسلہ اشرفیہ میں طالب ہوئے۔ حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ نے آپ کو درگاہ شریف کے باہر ایک مکان میں بلا معاوضہ رہائش دے دی۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر آپ نے حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ سے بھرپور فیض حاصل کیا۔ اس دوران درگاہ شریف میں ذکر حلقہ اور مریضوں کو نقوش دینے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ جامع مسجد قطبِ ربانی میں اکثر امامت کی سعادت بھی حاصل رہی دار العلوم نعیمیہ سے فراغت کے بعد عربی لینگویج کورس کے لیے حضرت ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی کے ہمراہ جامعہ دراسات الاسلامیہ (گلشن اقبال) اور عربیک سینٹر (کریم آباد) میں لینگویج کورس مکمل کیا۔ مذکورہ بالا درسگاہوں میں آپ محنتی طالب علموں میں شمار ہوتے تھے۔

خلافتِ اشرفیہ:

دعائے حزب البحر اور اللہ الصمد کے چلے کرانے کے بعد 1989ء میں حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ نے آپ کو تمام سلاسل طریقت کی خلافت عطا فرمائی اور سلسلہ اشرفیہ کی ترویج و اشاعت اور خدمتِ اسلام کے لیے امیر حلقہ اشرفیہ ہالینڈ مقرر کیا۔

حصولِ علم کے بعد ہالینڈ آمد اور خدمتِ اسلام:

1989ء میں جب ہالینڈ پہنچے تو سری نامی مسلمانوں میں آپ پہلے شخص تھے جو قاری، حافظ، عالم اور شیخ شریعت و طریقت تھے۔ آپ نے اسلام کی تبلیغی خدمات کے سلسلے میں درسِ قرآن کا آغاز کیا آپ کے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ بہت مقبول ہوئے۔

بحیثیتِ خطیب:

اردو اور ڈچ میں آپ اپنے منفرد انداز میں بہترین خطاب فرماتے تھے۔ آپ ایک عرصہ تک جامع مسجد شان اسلام (روٹرڈیم، ہالینڈ) میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔.............(جاری ہے)

تبصرہ

حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ علمائے اہلسنت کی نظر میں

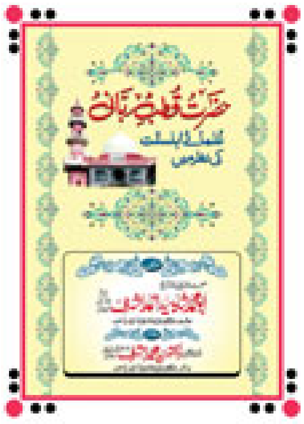

صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)

نامِ کتاب: حضرت قطب ربانی قدس سرہ علمائے اہلِ سنت کی نظر میں...

مؤلف: حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اہتمام: حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی

صفحات: 336

ناشر: اشرف پبلیکیشنز، درگاہِ عالیہ اشرفیہ، کراچی

علم و عرفان کی دنیا میں بعض کتابیں ایسی ہوتی ہیں جو محض مطالعے کے لیے ہی نہیں ہوتیں بلکہ اُن کو پڑھ کر اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کا دل چاہتا ہے، اُن کے الفاظ سے قلوب و اذہان اس طرح منور ہوجاتے ہیں کہ خودبخود نیکی کی طرف دل لگنے اور برائی سے بچنا شروع ہوجاتا ہے۔ یہ کتابیں عموماً کسی علمی، فکری اور روحانی شخصیت کی سیرت کا ایسا مجموعہ ہوتی ہیں جو آنے والی نسلوں کے لیے ہدایت کا روشن چراغ بن جاتی ہیں اور تمام انسانیت کی اصلاح کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب انہی نایاب علمی و روحانی تصانیف میں سے ایک ہے۔ جس میں عشق و عقیدت، تحقیق و جستجو اور روحانیت و معرفت کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔

اس کتاب کے مؤلف حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت اور خلوصِ نیت سے اس علمی و روحانی سرمایہ کو مرتب کیا ہے، جب کہ اس کے اہتمام کی سعادت حضرت ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کو حاصل ہوئی۔ الاشرف پبلیکیشنز (درگاہِ عالیہ اشرفیہ کراچی) نے اس کتاب کو نہایت نفاست اور معیاری طباعت کے ساتھ شائع کیا ہے، جو اس کے حسنِ ظاہری میں اضافہ کرتی ہے۔

اس کتاب میں خاندانِ اشرفیہ کے تاریخی و علمی پس منظر کو بھی اس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ قاری نہ صرف ماضی کی علمی روایات سے روشناس ہوتا ہے بلکہ سلسلۂ اشرفیہ کی فکری و اصلاحی خدمات سے بھی گہری وابستگی محسوس کرتا ہے۔

مصنف نے خاص طور پر حضرت قطب ربانی ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کی حیاتِ طیبہ، ان کی علمی و روحانی

خدمات، تربیتی اسلوب، دینی جدوجہد اور اصلاحی نظریات کو مختلف علماء کرام کے خیالات کی صورت میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب محض کوئی ایک سوانحی تذکرہ نہیں بلکہ حضرت کی شخصیت سے متعلق ایک تحقیقی مرجع بنا دیتا ہے۔

اس کتاب کی سب سے نمایاں خوبی یہ ہے کہ مصنف نے دنیا بھر کے ممتاز علمائے اہلِ سنت کی آراء کو جمع کر کے حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو آشکار کیا ہے۔ ہر عالم کی رائے ایک نئی جہت کو اُجاگر کرتی ہے اور یہ بات ثابت کرتی ہے کہ حضرت قطب ربانی ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کی ذات ایک ایسی جامع شخصیت تھی جو علم و عمل، زہد و تقویٰ، اخلاص و خدمت اور روحانیت و قیادت کا حسین مجموعہ تھی۔

اس کتاب کو پڑھنے والا قاری محض ایک بزرگ کی سیرت نہیں پڑھتا، بلکہ ایک ایسی روحانی تحریک کا مطالعہ کرتا ہے جس نے برصغیر میں عشقِ رسول ﷺ، محبتِ اولیاء اور خدمتِ دین کے جذبے کو فروغ دیا۔ مصنف نے اپنے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والے عقیدت بھرے الفاظ میں حضرت قطب ربانی قدس سرہ کے وہ گوشے بھی نمایاں کیے ہیں جو عام کتب میں کم نظر آتے ہیں۔

کتاب میں معلوماتی انداز کے ساتھ ساتھ ایک روحانی لطافت بھی موجود ہے۔ اسلوبِ بیان نہایت شائستہ، زبان نہایت رواں اور ترتیب و تنظیم نہایت جامع ہے۔ قاری محسوس کرتا ہے کہ جیسے وہ کسی روحانی محفل میں بیٹھا حضرت کی صحبت سے فیض یاب ہو رہا ہو۔

اشرف پبلیکیشنز کی طرف سے شائع ہونے والی یہ کتاب اصلاحِ معاشرہ کے لحاظ سے ایک خوشگوار اضافہ ہے۔ اس میں موجود مختلف علما کے تاثرات اس کتاب کو ایک مستند دستاویز کا درجہ دیتے ہیں۔ اس کتاب کے ذریعے نئی نسل کو بھی یہ پیغام ملتا ہے کہ اولیائے کرام کی خدمات اور تعلق صرف ماضی کا سرمایہ نہیں بلکہ حال و مستقبل کی رہنمائی کا سرچشمہ بھی ہیں۔

آخر میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ ''حضرت قطب ربانی قدس سرہ علمائے اہلِ سنت کی نظر میں'' صرف ایک کتاب نہیں بلکہ ایک روحانی دستاویز ہے جو عشقِ الٰہی، اتباعِ سنت اور خدمتِ دین کے پیغام کو نئے انداز میں اُجاگر کرتی ہے۔ یہ کتاب ہر اس شخص کے لیے قیمتی سرمایہ ہے جو سلسلۂ اشرفیہ کی روحانی، روایات اور علمائے اہلِ سنت کے فکری ورثے سے محبت رکھتا ہے۔ اُس کے لیے یہ ایک مفید اور معلومات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کتاب سے بھرپور مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

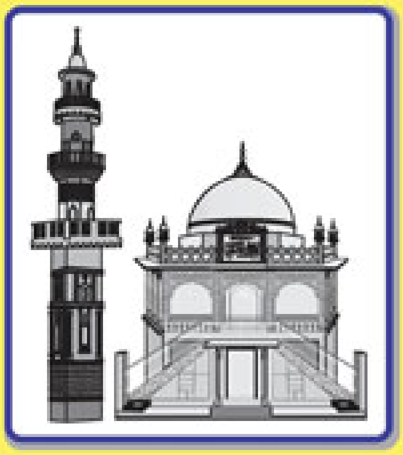

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

علماء ومشائخ کنونشن:

۲۴/اگست بروز اتوار بعد نمازِ عشاء ختمِ نبوت فارم کی جانب سے "علماء ومشائخ کنونشن بسلسلہ 1500 سالہ جشنِ عید میلاد النبی ﷺ وختمِ نبوت" جونا گڑھ لان (نیشنل اسٹیڈیم کے قریب ایک ہال) میں منعقد کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء ومشائخ اہلسنت نے شرکت کی۔ جس میں جماعتِ اہلسنت، کراچی کے امیر حضرت علامہ سید شاہ عبدالحق قادری، جناب حاجی حنیف طیب صاحب، ڈاکٹر عبدالوہاب اکرم قادری، حضرت علامہ پیر سید حسین شاہ صاحب شیرازی، حضرت علامہ اکرام حسن قادری حضرت علامہ مفتی جواد رضا برکاتی اشرفی، جناب انجینئر ثروت اعجاز قادری، حضرت علامہ محمد بلال سلیم قادری، مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی، حضرت علامہ ثاقب صدیق علی اور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے شرکت فرمائی اور خطاب بھی فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں 1500 سالہ جشن ولادت اور ساتھ ہی ساتھ مسئلہ قادیانیت پر مفصل و مدلل گفتگو فرمائی اور ختمِ نبوت فارم کی اس کاوش کو سراہا کہ جنہوں نے مسئلۂ قادیانیت کو مٹانے کے لیے اور اس کی فتنہ انگیزیوں کو ختم کرنے کے لیے علماء ومشائخ کنونشن منعقد کیا جس سے لوگوں میں اس مسئلے کے لیے آگاہی پھیلے گی۔ آخر میں آپ نے علماء ومشائخ کو بہت سی مفید تجاویز پیش کیں کہ جس کے ذریعے آئندہ آنے والے سالوں میں اس مسئلے سے اچھی طرح نمٹا جاسکتا ہے۔

سالانہ محفل جشنِ عید میلاد النبی ﷺ:

۲۶/اگست بروز منگل بعد نمازِ عشاء انجمن عید میلاد النبی ﷺ کے تحت ۱۲ روزہ محافل جشن عید میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ جس سے ہر سال کی طرح اس سال بھی پہلے دن خصوصی خطاب فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں دیئے گئے موضوع کی مناسبت سے مفصل اور مدلل گفتگو فرمائی اور انجمن جشن عید میلاد النبی ﷺ کی اس کاوش کو سراہا۔ خطاب کے بعد صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تمام کے

لیے خصوصی دعا فرمائی۔

سالانہ میلاد کانفرنس:

۲۸/اگست بروز جمعرات سالانہ میلاد کانفرنس بعد نمازِ عشاء حسن کالونی میلاد کمیٹی کی جانب سے سالانہ میلاد کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے دیئے ہوئے موضوع ''تعظیمِ رسول ﷺ'' پر گفتگو فرمائی۔ قرآنِ مجید و فرقانِ حمید اور احادیثِ نبوی سے تعظیمِ رسول ﷺ کو سمجھایا کہ ہمیں کس طرح نبی پاک ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ایک تعظیم ہی ایسی چیز ہے جس کے ذریعے انسان عروج کی منزلوں کے طے کرتا ہے اور تعظیم کے ذریعے انسان مؤدب بنتا ہے''۔ محفل کے اختتام پر آپ نے تمام کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

محفل نعت و بیان بسلسلہ شادی خانہ آبادی:

۲۹/اگست بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء فاطمہ بلیسنگ ہال ناظم آباد محفل نعت و بیان بسلسلہ شادی خانہ آبادی منعقد کی گئی۔ فخر المشائخ مدظلہ العالی کے مرید جناب آصف اشرفی کی بیٹی کی شادی خانہ آبادی کے سلسلے میں محفل کا انعقاد ہوا۔ جس سے شہر کراچی کے مشہور و معروف ثناء خواں نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کے خطاب سے قبل صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا آپ نے فرمایا کہ: ''آج اِس شادی کا ذکر کرتے ہیں کہ جس میں ۷۰ ہزار ملائکہ نے شرکت کی اور وہ شادی خاتونِ جنت سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی خانہ آبادی ہے''۔ اسی مناسبت سے آپ نے بہت سے اصلاحی پہلوؤں کا ذکر کیا کہ جو آج اس معاشرے سے ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ ''شادی'' بجائے اس کے کہ گھر نیکیوں کا گہوارہ ہو وہ گناہوں کا گڑھ بنتی چلی جارہی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ: یہ خوش آئین بات ہے کہ محمد آصف اشرفی نے اس موقع پر محفل نعت و بیان کا انعقاد کیا اس لیے کہ جہاں بھی ذکر اللہ اور ذکر رسول اللہ ﷺ ہوتا ہے وہیں پر رحمتیں و برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العالمین ان کے گھر میں خوب رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائیں۔ آپ کے خطاب کے بعد صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

سالانہ محفل نعت و بیان:

۲/ستمبر بروز منگل بعد نمازِ عشاء جناب محمد جمشید قادری کی قیامگاہ نارتھ ناظم آباد میں ہر سال ۱۲/روزہ محافل جشن عید میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس مرتبہ بھی ایک روز فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے اس محفل سے خطاب فرمایا اور میلادِ النبی ﷺ کے حوالے سے مفصل و مدلل گفتگو فرمائی۔ کثیر تعداد میں عوامِ اہلسنت نے پروگرام میں شرکت کی اور آخر میں فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تمام کے لیے

خصوصی دعا فرمائی۔

جامعہ طاہر اشرف:

۳؍ستمبر بروز بدھ بعد نمازِ عشاء جامعہ طاہر اشرف کی جانب سے عاشہ پیلس، عائشہ منزل، کراچی میں عظیم الشان جلسہ میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت وخصوصی خطاب فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ جامعہ طاہر اشرف کے اس سالانہ پروگرام میں طلباء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، مختلف زبانوں میں طلباء نے خطابات کیے، جن میں عربی، اردو، انگلش، سندھی اور پشتو شامل ہیں۔ اس موقع پر نظامت کے فرائض صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی نے انجام دیئے خصوصی نعت خواں کے طور پر صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی اور صاحبزادہ سید علی المرتضی اشرف جیلانی نے نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کے خطاب سے قبل جامعہ طاہر اشرف کے پرنسپل صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے مختصر خطاب فرمایا جس میں جامعہ کی مختلف سرگرمیوں کا ذکر کیا اور آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے اپنے خطاب میں میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے گفتگو فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ مستقبل میں ہونی والی پلاننگ کا بھی ذکر کیا جو جامعہ طاہر اشرف اور سمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ) کے زیرِ اہتمام ہونا ہے۔ یہ پروگرام جامعہ طاہر اشرف کے آفیشل فیس بک پیج پر بھی نشر کیا گیا۔ محفل کے اختتام پر صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

سالانہ محفل میلادِ مصطفےٰ ﷺ:

الحمدللہ! یہ محفل مبارکہ ہر سال درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد فردوس کالونی میں بعد نمازِ عشاء شروع ہوتی ہے اور صبح صادق کے وقت اختتام ہوتا ہے۔ سب سے پہلے سوا لاکھ مرتبہ درود شریف کا ختم ہوتا ہے بعدازاں ثناء خواں بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیۂ نعت پیش کرتے ہیں اس کے علاوہ اس موقع پر خانوادۂ اشرفیہ کے فرزندان اپنے اپنے انداز میں جانِ کونین ﷺ کی بارگاہ میں تقریر کی صورت میں ہدیۂ عقیدت ومحبت پیش کرتے ہیں۔ آخر میں صبح صادق سے کچھ دیر قبل فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی خصوصی خطاب فرماتے ہیں۔ صبح بہاراں کے موقع پر عین وقتِ ولادت تمام حاضرین محفل مل کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں۔ صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور آخر میں فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے تمام کے لیے خصوصی دعا فرمائی